Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 61

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 7

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
40 پاؤنڈ یا 60 ڈالر
امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 45 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

23 ربیع الاوّل 1433 ہجری قمری ۔ 16 تبلیغ 1391 ہش ۔ 16 فروری 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین ۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم آنحضرت ؐ کے ساتھ عشق و محبت میں کسی بھی دوسرے مسلمان سے زیادہ ہیں۔

آپ ؐ کی عزت و ناموس کی خاطر ہر قربانی کیلئے دوسروں سے بڑھ کر تیار ہیں

ہر احمدی جو بنگلہ دیش کا رہنے والا ہے عوام کو بتائے کہ یہ علما تمہیں اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا وارث نہیں بنا رہے بلکہ محرومیوں کی طرف لے جا رہے ہیں۔ واضح کریں کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی صرف انکار سے نہیں ہوتی بلکہ مظالم میں حد سے بڑھنے سے ہوتی ہے۔

اگر یہ ممکن ہو کہ دل چیر کر اس بات کا ثبوت مل جائے کہ اس میں حقیقی کلمہ ہے یا بناوٹی تو ہر احمدی اپنا دل چیر کر دکھانے کے لئے تیار ہے

خلاصہ اختتامی خطاب سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقعہ جلسہ سالانہ بنگلہ دیش مورخہ 5 فروری 2012ء

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ الحمد للہ کہ آج بنگلہ دیش جماعت کا جلسہ سالانہ اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ گذشتہ سال بنگلہ دیش کی جماعت نے ایک کھلی جگہ پر جلسہ کرنے کا انتظام کیا تھا اور اس کیلئے لاکھوں ٹکا خرچ کئے تھے۔ اس کیلئے انتظامیہ اور حکومت کے علم میں لا کر تمام انتظامات کئے گئے تھے اور افسران نے تسلی دلائی تھی کہ سب کچھ ٹھیک رہے گا لیکن جلسے کے پہلے دن ہی چند اوباش طبع لوگوں کے ٹولے نے جو اپنے آپ کو اسلام کی بڑی غیرت رکھنے والا سمجھتے تھے تھوڑا سا شور مچایا تو انتظامیہ نے ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے بہرحال انتظامیہ نے ہمیں زور دیا کہ شام پانچ بجے سے پہلے پہلے دن کا جلسہ ختم کیا جائے۔ اور آئندہ دو دن کی اجازت نہیں ہے۔

حضور نے فرمایا احمدی چونکہ قانون سے ہمیشہ تعاون کرنے والے ہیں اس لئے انہوں نے ان کے کہنے پر اپنا لاکھوں کا نقصان برداشت کیا اور جلسہ سالانہ وہاں سے دوسری جگہ منتقل کر دیا۔ لیکن بہرحال انتظامیہ اور مخالفین کی کوششوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کو اپنا تین دن کا جلسہ سالانہ مکمل کرنے کی توفیق دی۔ فرمایا پس مخالفین احمدیت چاہے جتنا بھی زور لگا لیں ہمارے ایمانوں کو چھین نہیں سکتے۔ دنیا کے ہر کونے میں بسنے والا احمدی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عہد بیعت باندھ کر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر اس پر قائم ہو جاتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کے ایمان کو زک نہیں پہنچا سکتی۔ فرمایا احمدیوں کی ایمانی غیرت ہر جگہ ایک جیسی نظر آتی ہے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنحضرت ؐ کے عاشق صادق کا پیغام دنیا کے ہر کونے اور ہر براعظم میں پہنچ چکا ہے اور یہ پہنچنا ہی تھا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ پس کیا کوئی انسانی طاقت اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کر سکتی ہے۔ اب دنیا جتنا چاہے زور لگا لے وہ کبھی اس پیغام کو پھیلنے کے راستے میں روک نہیں بن سکتی۔ ہمارے مخالفین یہ دیکھ بھی رہے ہیں لیکن پھر بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے۔ اسلام کے نام پر جو حرکتیں یہ کرتے ہیں کیا یہ اسلام ہے۔ کیا یہ وہ اسلام ہے جو ہمارے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ لے کر آئے تھے۔ ہرگز نہیں میرے آقا اس پیغام کو لے کر آئے تھے جو دلوں میں تقویٰ پیدا کرنے والا اور انسانیت کی قدر قائم کرنے والا تھا۔ جو غریبوں بے سہاروں کی پناہ گاہ تھا۔ جو یتیموں کا سہارا تھا جو بھوکوں کو کھانا کھلانے والا تھا۔ جو عورتوں کی عزت قائم کرنے والا تھا۔ جو مخالفین سے بات کرتے ہوئے موعظہ حسنہ کی تعلیم دینے والا تھا۔ حسن کلام سے دلوں کو لبھانے والا تھا۔ جو دنیا میں امن صلح و آشتی کے لئے اپنے حقوق بھی چھوڑنے کیلئے کہتا تھا۔ جو راہب خانوں اور چرچوں اور یہودیوں کے معبدوں کی حفاظت کی اسی طرح تلقین کرتا تھا جس طرح مساجد کی حفاظت کی۔ وہ غیر مسلموں کے جان و مال کی اسی طرح ضمانت دیتا تھا جس طرح مسلمانوں کے جان و مال کی۔ غرض کہ حسین تعلیم کے جتنے بھی پہلو ہو سکتے ہیں وہ اسلام لے کر آیا۔ فرمایا آنحضرت ؐ کا یہ اسوہ حسنہ ایک مسلمان کیلئے ہمیشہ کیلئے ایک پاک نمونہ ہے۔ جس پر چلے بغیر ایک مسلمان حقیقی مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ فرمایا پھر آنحضرت ؐ کے صحابہ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے میدان میں اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد ؐ کے اُسوہ کو قائم کیا۔ پس آج بھی صحابہ جیسے تقویٰ اور اخلاص اور وفا کی سی روح پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

فرمایا انسانی فطرت میں چونکہ کمزوری ہے شیطان اسے خدا تعالیٰ اور نبی کے پیار کے نام پر اس نبی کی بنیادی تعلیم سے دور لے جاتا ہے۔ فرمایا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف مثالیں دی ہیں کہ کس طرح شیطان انسان کو اپنے پنجے میں لانے کی کوشش کرتا ہے مثلاً شیطان کے حضرت آدمؑ کو صحیح راستے سے ہٹانے کی کوشش کا ذکر ہے۔ فرمایا ہر نبی کے ماننے والے شیطان کے پنجے میں گرفتار ہوئے اور آخر کار اپنے اصل دین سے ہٹ گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آئے۔

فرمایا مسلمانوں کے ساتھ بھی یہی کچھ ہونا تھا اور آنحضرت ؐ نے اس کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ لیکن چونکہ آپ تمام زمانوں اور انسانوں کیلئے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا وعدہ فرما کر تا قیامت آپ کی شریعت کی حفاظت کا وعدہ فرما دیا تھا۔ اس لئے مسلمانوں کی گراوٹ کے زمانے میں بھی اولیاء اللہ کے ذریعے آپ کے اسوہ پر چلنے کے نمونے اللہ تعالیٰ قائم فرماتا رہا۔ اور پھر وآخرین منھم لما یلحقوا کے وعدے کو پورا فرماتے ہوئے آنحضرت ؐ کے عاشق صادق اور آخری ہزار سال کے مجدد کو بھیج کر ایک ایسی جماعت کا قیام فرما دیا جس نے پھر یہ عہد کیا کہ ہم تقویٰ کو قائم کریں گے اور آپ کی اتباع میں آپ کے اُسوۂ کو قائم کریں گے۔ پس ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ ہمارے یہ جلسے اسی لئے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کی باتیں سنیں۔

فرمایا اس زمانے میں آنحضرت ؐ کا یہ عاشق صادق ہی ہے جس نے پھر ہمیں وہ اسلوب سکھائے جس سے خدا تعالیٰ کا تقویٰ اور اس کی خشیت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ ہمارے مخالفین مسلمان کس طرح کہہ سکتے ہیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

کہ نعوذ باللہ ہم آنحضرتؐ کی نبوت پر یقین نہیں رکھتے ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم آنحضرتؐ کے ساتھ عشق و محبت میں کسی بھی دوسرے مسلمان سے زیادہ ہیں۔ آپؐ کی عزت و ناموس کی خاطر ہر قربانی کیلئے دوسروں سے بڑھ کر تیار ہیں۔ اور دیتے ہیں یہ قربانیاں۔

فرمایا ہم نے اس غیرت ایمانی کے دکھانے کے وہ اسلوب اپنائے ہیں جو امام الزماں نے عشق رسول میں فنا ہو کر ہمیں سکھائے ہیں جس سے اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا پر روشن ہوتی ہے۔ وہ موعظہ حسنہ اپناتے ہیں جس سے اسلام کی طرف ان کی توجہ ہوتی ہے۔

حضور نے آج کل کے مسلمانوں کے وردوں اور وظائف اور پیروں فقیروں سے وظائف لینے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایسی مجلسوں کو بدعتیں قرار دیا ہے آپ نے فرمایا جو طریق آنحضرتؐ نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے بعض اقتباسات کی روشنی میں بتایا کہ حضورؑ کا یہی مذہب تھا کہ تمام اس قسم کی محفلیں جو آنحضرتؐ سے ثابت نہیں بدعتیں ہیں۔ فرمایا یہ ہے حضرت مسیح موعودؑ کا آنحضورؐ کے متعلق فہم و ادراک اور مخالفین احمدیت کہتے ہیں کہ ہم آنحضورؐ کے بعد مسیح موعودؑ کو نبی مان کر آنحضرتؐ کا مقام گرا رہے ہیں۔ فرمایا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی پیروی اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے اور ان انعامات کا وارث جو اگلے برگزیدہ انبیاء پر ہوئے۔

فرمایا آج کل کے مسلمانوں کی جو حالت ہے جس کا مختلف کالم نگار بھی ذکر کر رہے ہیں کیا اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کے ساتھ یہ سلوک کرتا ہے بعض علماء اور لکھنے والے خود یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے ناراض لگتا ہے۔ بنگلہ دیش میں بھی بعض مفاد پرستوں کا ٹولہ پاکستان کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ احمدیوں کو ہر چیز سے محروم کر دو۔

فرمایا کیا ان کی پاکستان پر نظر نہیں کہ وہ کس مشکل میں ہر طرف سے گرفتار ہے۔ کیا اُن سے خدا تعالیٰ کی محبت کا اظہار ہو رہا ہے۔ پس ہمیں عوام الناس کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ یہ علماء تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف نہیں لے جا رہے بلکہ خدا تعالیٰ سے دور ہٹا رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کبھی اپنی مخلوق پر ظلم پسند نہیں کرتا۔ کجا یہ کہ خدا تعالیٰ کے نام پر خدا تعالیٰ کے پیاروں پر ظلم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یجعل لکم فرقانا فرما کر حقیقی مومن اور غیر مومن میں فرق قائم فرما دیا ہے۔ فرمایا اس اُمت کے حقیقی علماء انبیاء بنی اسرائیل کے مقام تک پہنچ جائیں گے۔ لیکن یہ علماء تو ان انعامات کے دروازے بند کر رہے ہیں تو پھر یہ خدا کے محبوب کس طرح بن سکتے ہیں۔ فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے زمانے کا امام بنا کر بھیجا اس کے ماننے والوں سے سانس لینے کا بھی حق چھین رہے ہیں۔ یہ محبوب خدا بننے کی حرکتیں تو نہیں! یہ تو خدائی کا دعویٰ کرنے کی حرکتیں ہیں۔

فرمایا ہر احمدی جو بنگلہ دیش کا رہنے والا ہے عوام کو بتائے کہ یہ علماء تمہیں اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا وارث نہیں بنا رہے بلکہ محرومیوں کی طرف لے جا رہے ہیں۔ واضح کریں کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی صرف انکار سے نہیں ہوتی بلکہ مظالم میں حد سے بڑھنے سے ہوتی ہے۔

فرمایا وہ لوگ جو ہمارے آقا و مطاعؐ کی طرف منسوب ہوتے ہیں ان کے لئے ہمارے دل میں دوسروں سے بڑھ کر درد ہے پس یہ حب رسول ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم عوام کو ملک کے ظالم طبقہ کے ساتھ مل کر ظلم کی ہولی کھیلنے سے روکنے کی کوشش کریں۔

حضور انور نے اس اعتراض کے جواب میں کہ ہم مسیح موعودؑ کو مان کر اہانت رسول کے مرتکب ہوئے ہیں خاتمیت رسول کے منکر ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے چند اقتباسات اور واقعات پیش فرمائے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت عشق رسول کا حق ادا کرنے والی ہے۔ آپ نے حضورؑ کا کثرت سے درود شریف پڑھنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا وہ شخص جو آپؐ کے لئے اپنے دل میں میل رکھتا ہو ساری رات اس کی یاد میں تڑپ سکتا ہے؟

کیا آج کل کے یہ نام نہاد علماء دعویٰ کر سکتے ہیں کہ وہ حب رسول میں اس طرح تمام رات درود پڑھتے رہے ہیں فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارش آپ پر اور آپ کی جماعت پر آج تک ہو رہی ہے اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے یحببکم اللہ کو پورا فرما رہا ہے۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات بیان فرمائے جن میں آپ نے آنحضرتؐ سے محبت کا اظہار فرمایا۔ آپ کی کتب اور لٹریچر اس محبت کے اظہار سے بھرے پڑے ہیں۔ آپؑ نے آنحضرتؐ اور اسلام پر حملے کرنے والوں کو کھلے چیلنج دیئے اور ان کے منہ بند کر دیئے۔

فرمایا حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کا ایمان اور مذہب کا خلاصہ کیا ہے یہی کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور حضرت محمد مصطفیٰ، خاتم النبیین اور خیر المرسلین ہیں۔ فرمایا یہی ہر احمدی کا خاصہ ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے دل و جان سے اس پر قائم ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہی ہے جو ایک اجتماعی کوشش آنحضرتؐ کے مقام کی سربلندی کیلئے اور اسلام کے کامل مذہب ہونے کیلئے کر رہی ہے۔ فرمایا آنحضرتؐ کا اسوہ قرآن کریم کی عملی تصویر تھا۔ حضور نے آنحضرتؐ کی عبادتوں کے معیار، اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی، حقوق العباد کی ادائیگی کے متعلق روایتوں کے ذریعہ روشنی ڈالی۔ جس میں آنحضورؐ نے فرمایا کہ دین تو خیر خواہی کا نام ہے فرمایا یہ ہے وہ تعلیم جس پر آنحضرتؐ نے عمل کر کے اپنا اسوہ دکھایا۔ کیا آج کل کے علما اس قسم کی خیر خواہی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ خیر خواہی کی کوئی بات ان میں نظر نہیں آتی۔ پھر کہتے ہیں کہ مسیح کی ضرورت نہیں جبکہ خود علما کے اپنے عمل ثابت کر رہے ہیں کہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں مسیح موعودؑ نے آنا تھا۔

فرمایا عامۃ المسلمین کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ ایسے لوگوں کو کب تک اپنا مذہبی پیش رو سمجھتے رہیں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ کیا آج کل کے نام نہاد علماء کا عملی نمونہ اس کے مطابق ہے۔ یہ نام نہاد علماء بھولے بھالے عوام کو اپنے قابو میں کر لیتے ہیں اور پھر اسلام کے نام پر تمام انسانی قدریں پامال کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ دہشت گردوں کے حملوں سے خود مسلمان امن میں نہیں ہیں۔ یہ کون سا اسلام ہے جو ان لوگوں نے اپنایا ہوا ہے۔ ظاہراً کہہ دیں گے کہ یہ دہشت گرد تنظیمیں ہیں اور ہم ان کے خلاف ہیں جبکہ اندر سے یہ سب ملے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ فرمایا ہمیں جو ایسے علماء مسلمان نہیں سمجھتے ہمیں ان کی کسی سند کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے ایمان کے متعلق تو اتنا ہی کافی ہے جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کسی کے مسلمان ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ کلمہ کا اقرار کرے۔ آپؐ نے ایک صحابی کی صرف اس وجہ سے باز پُرس کی تھی کہ اس نے ایک کلمہ گو کو قتل کر دیا تھا جب صحابی نے کہا کہ اس نے تو تلوار کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا آپ نے فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا۔ فرمایا یہاں ایک چیز واضح کر دوں کہ اگر یہ ممکن ہو کہ دل چیر کر اس بات کا ثبوت مل جائے کہ اس میں حقیقی کلمہ ہے یا بناوٹی تو ہر احمدی اپنا دل چیر کر دکھانے کے لئے تیار ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف سے کام نہ لو۔ آنحضرتؐ نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ انصاف مانگنے والا مسلمان ہے یا غیر مسلم۔ آپؐ نے باوجود اس کے کہ آپؐ پر ظلم کئے گئے جب انصاف دینے کا وقت آیا تو انصاف سے کام لیا۔ یہ تھا آنحضرتؐ کا اسوہ۔ آج کس اسلامی ملک میں اس طرح کا انصاف نظر آتا ہے۔ یہ لوگ تو طاقت کے نشے میں مخالف فریق کا مال غصب کرنے والے ہیں آنحضرتؐ کا سلوک ہمسایوں سے نہایت اعلیٰ درجہ کا ہوتا تھا۔ کوئی خلق بھی لے لیں آنحضرتؐ کا اسوہ آسمانوں کو چھوتا ہوا نظر آئے گا۔

خطاب کے آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ ہم جو مسیح محمدی کے ماننے کا دعویٰ کرنے والے ہیں ہمیں اس رسول کے اسوہ کو پہلے سے بڑھ کر اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دُعا کرائی۔ ☆☆☆

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

پاکیزہ نعتیہ منظوم کلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدُّجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یار لامکانی وہ دلبر نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نِعم العطاء یہی ہے

آنکھ اس کی دُور بیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیاء یہی ہے

جو رازِ دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اس نُور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دلوں کے اندھے سَو سَو دلوں پہ پھندے
پھر کھولے جس نے جِندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مِرا یہی ہے

خطبہ جمعہ

غلامی سے آزادی اور آزادئ مذہب وضمیر ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ افریقہ بھی وہ براعظم ہے جس کے اکثر ممالک بڑا لمبا عرصہ محکوم قوم کے طور پر غلام بن کر زندگی گزارتے رہے۔ اس لئے ان ممالک کی یومِ آزادی کی خوشیاں اور جوبلی منانا یقیناً اُن کے لئے بہت اہم ہے اور یہ اُن کا حق ہے۔
اگر نیک نیتی سے، ایمان داری سے، انصاف سے یہ اپنی اس آزادی کا فائدہ اُٹھاتے رہے تو کوئی بعید نہیں کہ آئندہ آنے والے سالوں میں ایک وقت میں براعظم افریقہ دنیا کی رہنمائی کرنے والا ہو۔

ہر قسم کی غلامی سے رہائی انبیاء کے ذریعہ سے ہوتی ہے

افریقہ میں جن کو آزادی ملی ہے وہاں جماعت احمدیہ کا، اُن لوگوں کا جو احمدی ہوئے یہ کام ہے کہ اس تعلیم کو عام کریں، اس کو پھیلائیں، زیادہ سے زیادہ لوگوں کو آنحضرت صلعم کی غلامی میں لائیں تا کہ اُن کو آزادی کی حقیقت معلوم ہو۔

قرآن مجید، احادیث نبویہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں غلاموں کی آزادی سے متعلق اسلامی تعلیمات کا جامع تذکرہ

بدقسمتی سے آج مسلمان حکمران اور علماء نے عوام کو قسما قسم کے اغلال اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔

اب مسلمانوں کے وقار اور ہر قسم کے فسادوں سے بچنے کی ایک ہی راہ ہے، ایک ہی راستہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے احکامات اور تعلیمات پر عمل کیا جائے۔
اور یہ ممکن نہیں ہے جب تک اُس شخص کے انکار سے باز نہیں آتے جسے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں ہر دو قسم کے حقوق قائم کرنے کے لئے بھیجا ہے۔
اللہ کرے کہ مسلمان ملکوں کے سربراہ بھی اور افریقن ممالک کے سربراہ بھی اور سیاستدان بھی اور فوج بھی جو اکثر انقلاب کے نام پر حکومتوں پر قبضہ کرتی رہتی ہے اور مذہبی لیڈر بھی یا علماء کہلانے والے بھی اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ اپنے ہم قوموں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے سے، انصاف پر نہ چلنے سے، دوسروں کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنے سے وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں گے۔
خدا کی قسم! ہم میں سے ہر احمدی بوٹی بوٹی ہونا تو گوارا کرسکتا ہے لیکن ایسی آزادی اور حق رائے دہی پر تھوکتا بھی نہیں جو ہمیں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ کردے۔
ہم نے تو ایسی آزادی پر اُس غلامی کو ترجیح دی ہے جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کی خاک بناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بنادے۔
ایک دن آئے گا کہ ہماری یہی عاجزی، ہماری یہی غلامی انشاء اللہ تعالیٰ دنیا کو حقیقی آزادی کا نظارہ دکھائے گی۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 25/نومبر 2011ء بمطابق 25/نبوت 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ. اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ.صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج کل براعظم افریقہ کے بعض ممالک کی آزادی کی گولڈن جوبلی منائی جارہی ہے۔ ان تقریبات کے منانے میں ہماری پین افریقن ایسوسی ایشن بھی حصہ لے رہی ہے۔ یہ ایسوسی ایشن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے وقت میں یہاں بنائی گئی تھی جو افریقن احمدی احباب کی ایسوسی ایشن ہے۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا ہماری یہ ایسوسی ایشن بھی افریقن ممالک کی خوشیوں میں شامل ہورہی ہے، پروگرام بنارہی ہے۔ انہوں نے مجھے بھی کہا کہ اس موقع پر جو فنکشن کیا جارہا ہے اُس میں شامل ہوں۔ اُن کا جو فنکشن ہوگا اُس میں تو انشاء اللہ میں شامل ہوں گا لیکن آج آزادی کے حوالے سے آپ کے سامنے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

غلامی سے آزادی اور آزادئ مذہب وضمیر ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ افریقہ بھی وہ براعظم ہے جس کے اکثر ممالک بڑا لمبا عرصہ محکوم قوم کے طور پر غلام بن کر زندگی گزارتے رہے۔ اس لئے ان ممالک کی یومِ آزادی کی خوشیاں اور جوبلی منانا یقیناً اُن کے لئے بہت اہم ہے اور یہ اُن کا حق ہے۔ اللہ کرے کہ یہ آزادی جو انہوں نے آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے مختلف ممالک سے حاصل کی، یہ حقیقی آزادی ہو اور دوبارہ وہ غلامی کی زندگی میں نہ جکڑے جائیں بلکہ اگر نیک نیتی سے، ایمان داری سے، انصاف سے یہ اپنی اس آزادی کا فائدہ اُٹھاتے رہے تو کوئی بعید نہیں کہ آئندہ آنے والے سالوں میں ایک وقت میں براعظم افریقہ دنیا کی رہنمائی کرنے والا ہو۔

اگر مذاہب کی تاریخ پر ہم نظر ڈالیں تو بانیانِ مذاہب یا انبیاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں جن اہم کاموں کے لئے آتے ہیں اُن میں سے ایک بہت بڑا اور اہم کام آزادی ہے۔ چاہے وہ ظالم بادشاہوں اور فرعونوں کی غلامی سے آزادی ہو یا مذہب کے بگڑنے کی وجہ سے یا مذہب کے نام پر مذہب کے نام نہاد ٹھیکیداروں کے اپنے مفادات کی خاطر رسم و رواج یا مذہبی رسومات کے طوق گردنوں میں ڈالنے کی غلامی سے آزادی ہو۔ ہر قسم کی غلامی سے رہائی انبیاء کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ بدقسمتی ہے کہ بہت سی قوموں نے اس حقیقت کو نہیں سمجھا اور آزادی کے حقیقی علَم برداروں کا انکار کرکے نہ صرف اپنی حقیقی آزادی سے محروم ہوئے بلکہ خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آکر تباہ و برباد بھی ہوئے۔ انہوں نے دنیاوی حاکموں کی غلامی کو احکم الحاکمین کی غلامی پر ترجیح دی۔ اُس غلامی پر ترجیح دی جس غلامی سے آزادیوں کے نئے باب کھلتے ہیں۔

پس آزادی کی ترجیحات بدلنے سے نہ صرف آزادی ہاتھ سے جاتی رہی بلکہ دنیا و آخرت بھی برباد ہوگئی۔ پس اگر آزادی کی حقیقت کی گہرائی میں جائیں تو اصل آزادی انبیاء کے ذریعہ سے ہی ملتی نظر آتی ہے اور سب سے بڑھ کر ہمارے سامنے جو آزادی کا سورج ہے، جس کی کرنیں دور دور تک پھیلی ہوئی اور ہر قسم کی آزادی کا احاطہ کئے ہوئے ہیں، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے جنہوں نے ظاہری غلامی سے بھی آزادی دلوائی اور مختلف قسم کے طوق جو انسان نے اپنی گردن میں ڈالے ہوئے تھے، اُن سے بھی آزاد کروایا۔ بلکہ آپؐ کے ساتھ حقیقی رنگ میں جڑنے سے آج بھی آپؐ کی ذات آزادی دلوانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین کے خطاب سے نوازا تو آپ کی خاتمیت تمام دینی و دنیاوی حالات کا احاطہ کرتے ہوئے اُس پر مہر ثبت کرگئی۔ پس اس میں کوئی شک نہیں اور اللہ تعالیٰ کی گواہی اور اعلان کے بعد کسی سعید

فطرت کے ذہن میں یہ شک پیدا بھی نہیں ہوسکتا کہ صرف اور صرف مُہرِ محمدی ہی ہے جو تمام قسم کے کمالات پر مُہر ثبت کرنے والی ہے اور ان کمالات کی انتہا آپؐ کی ذات میں ہی پوری ہوتی ہے۔ پس جب ہر کام اور ہر معاملے کی انتہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو کسی بھی رنگ میں آزادی دلوانے کے کمالات بھی آپؐ کی ذات سے ہی پورے ہونے تھے اور ہوئے۔ اور ایک دنیا نے دیکھا کہ یہ کمالات بڑی شان سے آپؐ کے ذریعے پورے ہوئے یا پورے ہو رہے ہیں اور جو حقیقت میں آپ کے ساتھ جڑنے والے ہیں وہ اب تک اس کا نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہوئی کامل کتاب جو خاتم الکتب بھی کہلاتی ہے، اس میں آزادی کے مضمون کو مختلف حوالوں اور مختلف رنگ سے بیان کیا گیا ہے اور پھر اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ اس خوبصورت تعلیم کی شان کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ایک جگہ فرماتا ہے فَکُّ رَقَبَةٍ (سورۃ البلد:14) گردن چھڑانا۔ یا اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ غلام کو آزاد کرنا یا آزادی میں مدد کرنا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ایک آیت کا کچھ حصہ پڑھتا ہوں کہ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ۔وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ (سورۃ البقرۃ:178) اور مال دے اُس کی محبت رکھتے ہوئے، اقربا کو، اور یتامیٰ کو اور مساکین کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے آزاد کرنے کے لئے، یعنی غلاموں کے آزاد کروانے کے لئے۔

اور جو مضمون اس سے پہلے چل رہا ہے، اُس کو سامنے رکھیں تو بتایا گیا ہے کہ یہ بہت بڑی نیکی ہے۔ اللہ تعالیٰ، یومِ آخر اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر ایمان لانے کے بعد یہی نیکیاں ہیں جو بندے کو خدا کا قرب دلاتی ہیں اور ان میں غلاموں کی آزادی بھی شامل ہے۔ پس ایمان کی حالت کو قائم رکھنے کیلئے، نیکیوں میں بڑھتے چلے جانے کے لئے، نیکیوں کے اعلیٰ نمونے دکھانے کے لئے غلاموں کی آزادی یا کسی انسانی جان کو آزاد کروانا یہ ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ احادیث میں بھی اس کی بہت ساری مثالیں ملتی ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے، یہ بخاری کی حدیث ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو کوئی مسلمان غلام آزاد کرے گا، اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ سے کُلّی نجات عطا کرے گا۔

(بخاری کتاب کفارات الأیمان باب قول اللہ تعالیٰ:أو تحریر رقبة......حدیث نمبر6715)

پھر اسلام میں مختلف مواقع پر کفّارہ کے طور پر غلام آزاد کرنے کی تعلیم قرآنِ کریم میں متعدد جگہ ہے۔ کہیں فرمایا کہ اگر کوئی مومن غلطی سے کسی مومن کے ہاتھ سے قتل ہو جائے تو غلام آزاد کرو اور خون بہا بھی ادا کرو۔ (النساء:93) اور صرف مومن کے قتل پر ہی غلام آزاد کرنے کی یہ سزا نہیں سنائی گئی یا اس کی تحریک نہیں کی گئی۔ بلکہ فرمایا کہ اگر کسی قوم کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے اور اُس کا کافر بھی تم سے قتل ہو گیا ہے تو ایک غلام کو آزاد کرو۔ (النساء:93) پھر خدا کی قسم کھا کر توڑنے کی سزا میں جہاں اپنی حیثیت کے مطابق مختلف امکانات دیئے گئے ہیں کہ اگر یہ نہیں تو یہ سزا ہے، یہ نہیں تو یہ سزا ہے، وہاں ایک سزا غلام آزاد کرنے کی بھی ہے۔ (المائدہ:90)

پس مختلف موقعوں پر غلاموں کی آزادی کا جو ذکر ہے یہ اس لئے ہے کہ اسلام آہستہ آہستہ غلامی کے سلسلہ کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ اُس زمانے میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یا آپ سے پہلے کا زمانہ تھا، غلام رکھنے کا عام رواج تھا۔ اسلام نے آکر اس غلامی کے طریق کو ختم کرنے کے لئے مختلف موقعوں پر زور دیا ہے جیسا کہ مَیں نے بتایا۔ بلکہ احادیث میں یہ بھی آتا ہے، ایک روایت اسماء بنتِ ابی بکر سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو فرمایا کرتے تھے کہ سورج گرہن کے موقع پر بھی غلام آزاد کیا کرو۔ (بخاری کتاب العتق باب ما یستحب من العتاقۃ فی الکسوف والایات حدیث نمبر 2520) یعنی جو صاحبِ حیثیت ہیں جن کو توفیق ہے وہ ایسا ضرور کریں۔

پھر غلام کی عزت اور اُس کے حق کی آپ نے اس طرح بھی حفاظت فرمائی کہ ایک روایت میں آتا ہے۔ سات بھائی تھے اور اُن کے پاس ایک مشترک غلام تھا۔ ایک موقع پر ایک بھائی کو غلام پر غصہ آیا تو اُس نے اُس کو غصے میں زور سے ایک طمانچہ مار دیا، چپیڑ مار دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں جب یہ بات آئی تو آپ نے فرمایا اس غلام کو آزاد کرو۔

(مسلم کتاب الایمان باب صحبة الممالیک و کفارة من لطم عبده حدیث نمبر4304)

تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس غلام کو رکھو کیونکہ تمہیں غلام سے حسنِ سلوک ہی نہیں کرنا آتا۔

غرض کہ اگر اُس زمانے میں جائیں جہاں غلام رکھنا ایک عام بات بھی تھی اور جو امراء تھے اُن کے لئے ایک بڑی دولت بھی تھی۔ جتنے زیادہ کسی کے پاس غلام ہوتے تھے اُتنا ہی وہ امیر سمجھا جاتا تھا اور امیر لوگ غلام رکھتے بھی تھے۔ اُس وقت یہ حکم ہیں کہ اگر اصل دولت چاہتے ہو جو ایمان کی دولت ہے تو بہتر ہے کہ غلاموں کو آزاد کرو۔ اُن کی آزادی کے سامان پیدا کرو۔ اور اس حکم کے تحت صحابہ نے حسبِ توفیق درجنوں سے ہزاروں تک غلاموں کو آزاد کیا ہے۔

حضرت عثمانؓ بن عفان کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے ایک ہی موقع پر بیس ہزار غلام آزاد کئے اور اس کے علاوہ اَور بھی بہت سارے کئے۔ جن کو جتنی جتنی توفیق تھی انہوں نے اتنے کئے۔ بعضوں نے درجنوں کئے اور بعضوں نے ہزاروں کئے۔ جن کے پاس کام کاج کے لئے بھی غلام تھے اُنہیں بھی اسلامی تعلیم یہ ہے کہ ان سے بھائیوں جیسا سلوک کرو۔ جو خود پہنو، اُنہیں پہناؤ۔ جو خود کھاؤ، اُنہیں کھلاؤ۔

(بخاری کتاب الایمان باب المعاصی من أمر الجاھلیة......حدیث نمبر30)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا اسوہ یہ تھا کہ حضرت خدیجہؓ نے جب شادی کے بعد دولت اور اپنے غلام آپ کو دے دیئے تو آپؐ نے آزاد کر دیئے۔ اُن میں سے ایک غلام حضرت زید بن حارثہ تھے اُن کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا اور ایسا شفقت اور پیار کا سلوک فرمایا کہ جب اُن کے حقیقی والدین اُن کو لینے آئے تو زید نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد نمبر 2 زید بن حارثہ صفحہ نمبر 142-141 دار الفکر بیروت 2003ء)

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حسنِ سلوک تھا۔ حسن و احسان کے کمال کی یہ وہ معراج تھی جس نے آزادی پر غلامی کو ترجیح دی، جس نے آپ کی محبت کے مقابلے میں خونی رشتے اور محبت کو جھٹک دیا۔

پس اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے والے اس آزادی کے ہزارویں بلکہ لاکھویں حصے کی مثال پیش نہیں کر سکتے کہ کسی نے کبھی اس حد تک غلاموں کی آزادی کے سامان کئے ہوں، انسانیت کی آزادی کے سامان کئے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں کو فرمایا کہ اپنے غلاموں سے اُن کے کام کاج کے دوران حسنِ سلوک کرو۔ اور اگر سخت کام دو تو اُن کا ہاتھ بٹاؤ۔

(بخاری کتاب الأیمان باب المعاصی من أمر الجاھلیة......حدیث نمبر30)

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلامی کی تعریف بدل دی۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ایک اٹالین مستشرق ہے، ڈاکٹر ویگلیری (Vaglieri) لکھتی ہیں کہ:

''غلامی کا رواج اُس وقت سے موجود ہے جب سے انسانی معاشرے نے جنم لیا اور اب تک بھی باقی ہے۔ مسلمان خانہ بدوش ہوں یا متمدن، ان کے اندر غلاموں کی حالت دوسرے لوگوں سے بدرجہا بہتر پائی جاتی ہے۔ یہ ناانصافی ہوگی کہ مشرقی ملکوں میں غلامی کا مقابلہ امریکہ میں آج سے ایک سو سال پہلے کی غلامی سے کیا جائے۔ حدیث نبوی کے اندر کس قدر انسانی ہمدردی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ مت کہو کہ وہ میرا غلام ہے بلکہ یہ کہو کہ وہ میرا لڑکا ہے۔ اور یہ نہ کہو کہ وہ میری لونڈی ہے بلکہ یہ کہو کہ وہ میری لڑکی ہے''۔

پھر لکھتی ہیں کہ ''اگر تاریخی لحاظ سے اُن واقعات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب میں عظیم الشان اصلاحیں کیں۔ اسلام سے پہلے قرضہ ادا نہ ہونے کی صورت میں بھی ایک آزاد آدمی کی آزادی کے چھن جانے کا امکان تھا''۔ (اگر ایک شخص نے کسی سے قرض لیا ہے اور وہ قرض ادا نہیں کر سکا تو جب تک وہ قرض ادا نہیں کرتا تھا اُس کو قرض دینے والے کی غلامی کرنی پڑتی تھی یا اس کے امکانات موجود تھے) لکھتی ہیں کہ ''لیکن اسلام لانے کے بعد کوئی مسلمان کسی دوسرے آزاد مسلمان کو غلام نہیں بنا سکتا تھا۔ خدا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غلامی کو محدود ہی نہیں کیا بلکہ آپ نے اس بارے میں اوامر و نواہی جاری کئے اور مسلمانوں کو کہا کہ وہ قدم آگے بڑھاتے رہیں حتیٰ کہ وہ وقت آجائے جب رفتہ رفتہ تمام غلام آزاد ہو جائیں''۔

(An Interpretation of Islam by Laura Veccia Vaglieri translated by Dr. Aldo Caselli page no. 72-73 The Oriental & Religious Publishing Corporation Limitd Rabwah Pakistan)

یہ پروفیسر ویگلیری جو ہیں، انہوں نے اٹالین میں کتاب لکھی ہے۔ اس کا انگلش میں ترجمہ ہوا ہے اور اس میں اسلام کی تعلیم کے بارے میں بڑے اچھے طریقے سے بیان کیا گیا ہے۔ ایک زمانے میں جماعت احمدیہ امریکہ نے یہ کتاب شائع کی تھی اس کو دوبارہ شائع کرنا چاہئے۔ اگر کسی کے نام اُس وقت کے حقوق محفوظ نہیں ہیں اور امریکہ والوں کو اجازت ملی تھی تو اس کو شائع کرنا چاہئے۔ یہ اُن دشمنوں کا منہ بند کرنے کے لئے بہت کافی ہے جو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں۔

پس یہ تعلیم، یہ اسوہ جس کا اعتراف غیر بھی کئے بغیر نہیں رہے وہ عظیم الشان تعلیم اور اسوہ ہے جو انسان کی آزادی کی حقیقت ہے۔ یہ چند مثالیں مَیں نے دی ہیں۔ قرآنِ کریم اور احادیث میں ہمیں اس بارے میں بے شمار احکامات اور رہنمائی اور ہدایات ملتی ہیں اور یہی حقیقی تعلیم ہے جس پر کاربند ہو کر دنیا کو آزادی مل سکتی ہے اور امن، انصاف اور صلح کا قیام ہو سکتا ہے۔

افریقہ میں جن کو آزادی ملی ہے وہاں جماعت احمدیہ کا، اُن لوگوں کا جو احمدی ہوئے یہ کام ہے کہ اس تعلیم کو عام کریں، اس کو پھیلائیں، زیادہ سے زیادہ لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لائیں تا کہ اُن کو آزادی کی حقیقت معلوم ہو۔ صرف ایک دفعہ گولڈن جوبلی منا لینے سے آزادی نہیں قائم ہوتی بلکہ آزادی اُس وقت قائم ہوگی جب جو حکمران ہیں وہ بھی اور جو عوام ہیں وہ بھی اس حقیقت کو جانیں گے کہ ہم نے کس طرح اس آزادی کو قائم رکھنا ہے اور اس کے لئے کیا طریق اختیار کرنا ہے اور وہ طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ میں اور قرآنی تعلیم میں ہی ملے گا۔ ویگلیری صاحبہ نے تو صرف مسلمان غلام نہیں بن سکتا لکھا ہے لیکن

جو حقیقی مسلمان معاشرہ ہے اس میں کبھی بھی کوئی غلام نہیں بن سکتا۔

یہ بات بھی ایک مسلمان کے لئے بہت اہم ہے اور ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے قبل جو آخری نصیحت اُمّت کو فرمائی تھی وہ یہ ہے کہ نمازوں اور غلاموں کے متعلق میری تعلیم کو نہ بھولنا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الوصایا باب ھل اَوصی رسول اللہ ﷺ حدیث نمبر 2698)

لیکن مسلمانوں کی اکثریت کی اور خاص طور پر امراء اور اربابِ حکومت کی یہ بدقسمتی ہے کہ ان ہی دونوں تعلیموں کو بھلا بیٹھے ہیں۔ نہ ہی نمازوں میں وہ ذوق وشوق نظر آتا ہے اور خوفِ خدا نظر آتا ہے، نہ ہی غلامی کو دور کرنے کی کوشش ہے۔ گو وہ زرخرید غلاموں والی کیفیت تو آج نہیں ہے لیکن حکومت کے نام پر عوام سے غلاموں والا سلوک کیا جاتا ہے۔

بعض ملکوں میں جو بے چینی اور شورشرابہ ہے، خاص طور پر بعض مسلمان عرب ملکوں میں بھی وہ اس لئے ہے کہ عوام الناس کو یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ ہم سے غلاموں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔ ایک حکومت جمہوریت کے نام پر آتی ہے تو پھر اُس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ جو صدر بنا ہے وہ تاحیات رہے اور اُس کے بعد جو اُس کی اولاد ہے وہ حکومت پر قبضہ کر لے۔ خوشامدیوں اور مفاد پرستوں نے ان لوگوں کے ارد گرد جمع ہو کر اُن کی ترجیحات اور قدریں ہی بالکل بدل دی ہیں اور پھر وہ حکومت قائم کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اپنے ہی عوام پر گولیاں چلائی جاتی ہیں۔ اور پھر اسلام دشمن طاقتیں یا بڑی طاقتیں یا مفاد حاصل کرنے والی طاقتیں اپنے مفادات کے لئے، ملک کی دولت پر قبضہ کرنے کے لئے ان فسادات کو جو عوام کی طرف سے حکومت کے ظلموں سے نجات کے لئے کئے جاتے ہیں اَور زیادہ ہوا دیتی ہیں۔ مدد کے نام پر آتے ہیں اور پھر یہ ایک ایسا شیطانی چکر شروع ہو جاتا ہے جو ملک کی ترقی کو بھی سو سال پیچھے لے جاتا ہے اور عوام کی آزادی کی کوشش کو بھی مزید غلامی میں جکڑ لیتا ہے۔ اگر براہِ راست نہیں تو بالواسطہ اپنوں کی غلامی سے نکل کر غیروں کی غلامی میں چلے جاتے ہیں۔

مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ بعض بڑی طاقتیں جن حکومتوں کی پشت پناہی کر کے اُنہیں سالوں کرسی پر بٹھائے رکھتی ہیں اور عوام کی آزادی کے سلب ہونے کی کبھی کوئی پرواہ نہیں کرتیں، ان کے اپنے مفادات جب اُن حکومتوں سے ختم ہو جاتے ہیں تو عوام کی آزادی کے نام پر اُن حکومتوں کے تختے الٹائے جاتے ہیں، اُن کو نیچے اتارنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن اب بعض ملکوں میں ماضی قریب میں ایسی صورتحال پیدا ہوئی ہے کہ جب تختے الٹے اور نئی حکومتیں بنی ہیں تو اُن کو دیکھ کر یہ طاقتیں بھی پریشان ہونے لگ گئی ہیں کہ ہماری مرضی کی حکومتیں نہیں آئیں۔ بعض جگہوں پر اُن کی مرضی کی تبدیلیاں نہیں ہوئیں یا ایسے امکانات پیدا ہو رہے ہیں کہ تبدیلیاں نہیں ہوں گی۔ یہ چیزیں پھر اُن کی پریشانی کا باعث بن رہی ہیں اور پھر ایک اور فساد کا سلسلہ اور منافقت کا سلسلہ شروع ہونے والا ہے بلکہ بعض جگہوں پر ہو چکا ہے۔ عوام بھی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ ایک حکومت کی غلامی سے نکل کر دوسرے کی حکومت کی غلامی میں جا رہے ہیں اور بعض جگہوں پر تو چلے گئے ہیں۔ اب اُن کو احساس پیدا ہو گیا ہے کہ ملکی دولت اب بھی عوام کی بہبود پر، اُن کی بہتری کے لئے، اُن کو حق وانصاف دلانے کے لئے، اُن کو تعلیم یافتہ بنانے کے لئے خرچ نہیں ہو رہی اور نہ ہو گی کیونکہ جو حکومتیں آ رہی ہیں وہ بھی اپنے مفادات لے کر آ رہی ہیں۔ عوام میں غربت اور کم معیارِ زندگی پہلے بھی تھا اور آئندہ بھی جو خوش فہمی ہے کہ دُور ہو جائے گا وہ نہیں دُور ہو گا بلکہ قائم رہے گا۔ یہ کچھ عرصے بعد آپ خود ہی دیکھ لیں گے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت پر حکمران عمل نہیں کرتے۔ مسلمان کہلاتے ہیں لیکن آپؐ کی نصیحت پر عمل کرنے والے نہیں۔ پہلے زمانوں میں تو ایک شخص اپنی دولت کے بل بوتے پر غلام رکھتا تھا۔ اب ملکی دولت کو ملک کے عوام کو ہی غلام بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اب تو میڈیا بھی بولنا شروع ہو گیا ہے اور ظاہر بھی کرتا ہے، تصویریں بھی آ جاتی ہیں کہ تیل پیدا کرنے والے ملکوں میں بھی غربت وافلاس ہے۔ ایک طرف سونے کے محلات ہیں تو دوسری طرف ایک گھرانے کو دو وقت کی روٹی بھی پیٹ بھر کر مہیا نہیں ہوتی۔ پس حقوق غصب کر کے عوام کو غلام بنایا جا رہا ہے اور بنا دیا گیا ہے۔

کہاں تو وہ زمانہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اپنی فوجوں کو عیسائی علاقے سے واپس بلانا پڑا کہ اُس وقت دشمنوں کی طاقت کی وجہ سے مسلمان اپنا قبضہ اُس علاقے میں برقرار نہیں رکھ سکتے تھے تو اُن عیسائیوں کو مسلمانوں نے اُن سے لی ہوئی وہ رقم واپس کی جو ٹیکس کے طور پر تھی اور اُن کی حفاظت اور بہبود کے لئے تھی، اُن کے حقوق ادا کرنے کے لئے تھی کہ ہم اب کیونکہ تمہارے حقوق ادا نہیں کر سکتے اس لئے جو رقم لی گئی تھی تمہیں واپس کرتے ہیں۔ اُس وقت وہ جو عیسائی رعایا تھی وہ روتے تھے اور روتے ہوئے یہ کہتے تھے کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ تم لوگ دوبارہ واپس آؤ۔ (ماخوذ از سیر الصحابہ جلد نمبر 2 حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ صفحہ نمبر 172-171 ادارہ اسلامیات لاہور) کیونکہ تم جیسے حاکم ہم نے نہیں دیکھے۔ مسلمان حکومت کے تحت ہمیں جو انصاف اور حقوق ملے ہیں وہ ہمیں ہماری حکومتوں میں نہیں ملے۔

اور کہاں اب یہ زمانہ ہے کہ مسلمان حکمران مسلمانوں کی دولت لوٹ رہے ہیں اور ملک میں انصاف ختم ہے۔ حقوق غصب کئے جا رہے ہیں۔ کسی کی جان اور مال محفوظ نہیں ہے۔ اور پھر بڑی ڈھٹائی سے یہ دعویٰ ہے کہ ہم عوام کے لئے جو کچھ کر رہے ہیں کوئی اور نہیں کر سکتا۔ یہ جو انقلابی صورت مختلف ممالک میں پیدا ہوئی ہے اور جس سے جیسا کہ مَیں نے کہا مفاد پرست فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ بعض مذہب کے نام پر اپنے مفاد حاصل کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ یہ کبھی نہ ہوتا اگر عوام کے حقوق اُنہیں دیئے جاتے۔ اگر حکومتیں انصاف پر قائم ہوتیں، عوام کی آزادی کی حفاظت کی جاتی اور حکومتیں بھی لالچ کے بجائے انصاف قائم رکھنے کی کوشش کرتیں تو کبھی یہ فساد نہ ہوتا۔ مذہبی لوگوں کا مَیں نے ذکر کیا ہے تو انہوں نے عوام کو دینی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے، دین کا علم نہ ہونے کی وجہ سے دین میں غلط رسوم پیدا کر کے، غلط تشریحات کر کے اُن کی گردنوں میں ان رسوم ورواج کے اور غلط تعلیمات کے طوق ڈال دیئے ہیں، اور اس طرح ان کو غلام بنایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اس عظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو انسانیت کی عظمت قائم کرنے آیا تھا یہ فرمایا ہے۔ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْهِمْ (الاعراف:158) کہ یہ ہمارا نبی اُن کے بوجھ دور کرتا ہے اور جو طوق اُن کی گردنوں میں پڑے ہوئے ہیں اُنہیں کاٹتا ہے۔ لیکن یہاں آجکل کیا ہو رہا ہے؟ ہمیں تو بالکل اس کے الٹ نظر آتا ہے۔

مسلمان ممالک کو جو اس نبی کے ماننے والے ہیں یا ماننے کا دعویٰ کرنے والے ہیں، ماننے کے بعد حق وانصاف اور آزادی دینے کا نمونہ ہونا چاہئے تھا۔ دوسرے ممالک کو، غیر مسلم ممالک کو ان کا حق وانصاف اور عوام کی آزادی اور ترقی کو دیکھ کر نمونہ پکڑنا چاہئے تھا۔ لیکن یہاں اس کے بالکل الٹ ہے اور علماء جو حقیقی اسلامی تعلیم کے پھیلانے والے ہو کر ہر قسم کی بدعات سے مسلمانوں کو پاک کرنے والے ہونے چاہئے تھے انہوں نے بھی اُن کے گلوں میں طوق ڈال دیئے ہیں۔ دونوں نے مسلمان عوام الناس کو غلامی کے بوجھوں تلے دبایا ہوا ہے اور طوقوں میں جکڑا ہوا ہے۔

پس صرف حکمرانوں پر ہی الزام نہیں ہے بلکہ آجکل کے علماء بھی اُن لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے جھوٹے رسم ورواج اور جھوٹے عقائد کو دین کا نام دے کر عوام کے جذبات سے کھیلتے ہوئے اُنہیں ایک طرح سے غلام بنا لیا ہے اور یہ سلسلہ جاری رہے گا، کبھی ختم نہیں ہو گا تاوقتیکہ یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اُس فرستادے کو نہیں مان لیتے جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں انسانی قدریں قائم کرنے کیلئے اور ہمیں ہر قسم کے بوجھوں اور طوقوں سے آزاد کروانے کیلئے بھیجا ہے۔ اور صرف اور صرف ایک غلامی میں آنے کی تعلیم دی ہے اور وہ خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ہے۔ جس غلامی سے پھر آزادیوں کے نئے راستے نظر آتے ہیں، انصاف نظر آتا ہے، برابری نظر آتی ہے اور ایک ایسا حسین معاشرہ نظر آتا ہے جہاں حقوق لینے کے لئے جلوس نہیں نکالے جاتے۔ آزادی حاصل کرنے کے لئے غلط طریق استعمال نہیں کئے جاتے بلکہ حقوق دینے کے لئے بادشاہ بھی اور فقیر بھی کوشش کر رہا ہوتا ہے۔

پس اب مسلمانوں کے وقار اور ہر قسم کے فسادوں سے بچنے کی ایک ہی راہ ہے، ایک ہی راستہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے احکامات اور تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ اور یہ ممکن نہیں ہے جب تک اُس شخص کے انکار سے باز نہیں آتے جسے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں ہر دو قسم کے حقوق قائم کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف مواقع پر بڑے خوبصورت رنگ میں ہمارے سامنے اس تعلیم کو رکھا ہے جو حق وانصاف کو قائم رکھتی ہے، جو مستقل آزادی کی ضمانت ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

’’یاد رکھو کہ ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے۔ اور جیسے زبان سے خدا تعالیٰ کو اُس کی ذات اور صفات میں وحدہٗ لاشریک سمجھتا ہے ایسے ہی عملی طور پر اُس کو دکھانا چاہئے اور اُس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے‘‘۔

فرمایا: ’’جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہو گا اُس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہو سکتا۔ گو ان دو قسم کے حقوق میں بڑا حق خدا تعالیٰ کا ہے مگر اُس کی مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنا یہ بطور آئینہ کے ہے۔ جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا‘‘۔

لیکن اصل بات تو یہ ہے کہ بھائی سمجھا بھی تو جائے۔ جو اپنے آپ کو بالا سمجھے، دوسرے کو حقیر سمجھے اور اُس کے لئے کوشش بھی کرتا رہے، اُس سے کبھی انصاف اور بھائی چارے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

بہرحال پھر آپ آگے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت بنائی تھی اُن میں سے ہر ایک زکی نفس تھا‘‘ (پاک نفس تھا) ’’اور ہر ایک نے اپنی جان کو دین پر قربان کر دیا ہوا تھا۔ اُن میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو منافقانہ زندگی رکھتا ہو۔ سب کے سب حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے تھے‘‘۔ (ملفوظات جلد نمبر 5 صفحہ 408-407۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس جب دین دنیا پر مقدم ہو تبھی وہ حالت پیدا ہوتی ہے جو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والا بناتی ہے اور مخلوق کا حق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ آج بظاہر ہمیں ایک بھی لیڈر مسلمانوں میں، مسلمان ملکوں میں نظر نہیں آتا جو یہ معیار قائم کرنے والا ہو۔ اور جب حقیقی اور انصاف پسند اور حقوق ادا کرنے والے رہنما نہ ہوں تو پھر ہر ایک اپنے حق اور آزادی کے لئے اپنے طریق پر عمل کرتا ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا، اس سے مفاد پرست پھر اپنا مفاد حاصل کرتے ہیں اور پھر انصاف اور آزادی کے نام پر ظلموں کی نئی داستانیں رقم

ہوتی ہیں، ایک نئی کہانیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ پس آجکل کی جو آزادی ہے وہ آزادی کے نام پر ایک غلامی سے نکل کر دوسری غلامی میں جانا ہے۔ افریقہ کے اکثر ممالک میں دیکھ لیں یا دوسرے مسلمان ممالک میں دیکھ لیں یہی صورت نظر آتی ہے۔ اگر غیروں کی غلامی سے نجات ملی ہے تو اپنوں کی غلامی نے گھیر لیا ہے۔

اللہ کرے کہ مسلمان ملکوں کے سربراہ بھی اور افریقن ممالک کے سربراہ بھی اور سیاستدان بھی اور فوج بھی جو اکثر انقلاب کے نام پر حکومتوں پر قبضہ کرتی رہتی ہے اور مذہبی لیڈر بھی یا علماء کہلانے والے بھی اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ اپنے ہم قوموں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے سے، انصاف پر نہ چلنے سے، دوسروں کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنے سے وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں گے۔ ہر راعی سے پوچھا جائے گا کہ تم نے اپنی رعایا کا حق ادا کیا؟ جو تمہاری ذمہ داری تھی تم نے ادا کی یا ملکی دولت کو اپنی تجوریوں میں بھرتے رہے؟۔ اسلام اور اللہ رسول کا نام تو لیتے رہے۔ کیا اس نام کا پاس تم نے کیا؟ اور نفی میں جواب پر یقیناً اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آئیں گے کیونکہ خدا تعالیٰ کے سامنے تو جھوٹ نہیں بولا جا سکتا۔ خدا تعالیٰ سے کوئی چیز چھپائی نہیں جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔ حقیقی مؤمن وہ ہیں جو لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ (المومنون:9) اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھتے ہیں۔ پس سربراہان اپنی امانتوں کے بارے میں پوچھے جائیں گے جبکہ وہ خاص طور پر اپنے عہد لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو گواہ بھی بناتے ہیں۔ یہ عہد کرتے ہیں کہ وہ ملک کے مفاد اور عوام کی بہتری، اُن کے حقوق کی ادائیگی، انصاف کے قیام اور آزادی کی خاطر ہر کوشش بروئے کار لائیں گے لیکن یہ بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ اکثر جگہ ہم قومی دولت کو لٹتا ہوا ہی دیکھتے ہیں۔ علماء ہیں تو انہوں نے دین کو کمائی کا ذریعہ بنایا ہوا ہے اور عوام کو جیسا کہ مَیں نے کہا غلط رسم و رواج اور تعلیم اور عقائد کے طوق پہنا کر صرف اور صرف اپنے زیر رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ عوام الناس ہیں تو وہ بھی اپنے حق ادا نہیں کر رہے۔ غرض کہ امانتوں کی ادائیگی کا حق ادا نہ کر کے بھی ہر کوئی اللہ تعالیٰ کی پکڑ کو آواز دے رہا ہے۔ اور آجکل کے ملکوں کے فساد اسی بات کا منطقی نتیجہ ہیں۔ اور دہشت گردی، معاشی بدحالی، بدامنی یہ نہ صرف آجکل حال کی حالت ہے بلکہ ایک انتہائی بے چین کر دینے والے مستقبل کی بھی نشاندہی کر رہی ہے۔

پاکستان میں ہی مثلاً آزادی کے بعد باسٹھ تریسٹھ سال میں ان تمام باتوں کی انتہا ہوئی ہوئی ہے اور ہر روز اس میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ اس لئے کس طرح ہم توقع کر سکتے ہیں کہ بہتر مستقبل ہوگا۔ انگریزوں کی غلامی سے تو ہمیں نجات مل گئی لیکن اپنوں کی غلامی کے طوق اور بھی زیادہ تنگ ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک پر بھی رحم فرمائے اور عوام پر بھی رحم فرمائے۔ جس پاکستان کو حاصل کرتے وقت قائداعظم نے اعلان کیا تھا کہ یہاں ہر مذہب کے ماننے والوں کو مذہبی آزادی ہے اور پاکستانی شہری کی حیثیت سے تمام شہری برابر ہیں، وہاں احمدیوں کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا جا رہا؟ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی غلامی میں رہنا ہر احمدی ہزاروں آزادیوں پر ترجیح دیتا ہے اور اپنی گردنیں کٹوانے کے لئے تیار ہے، ان کے حوالے سے غلط باتیں احمدیوں کی طرف منسوب کر کے، احمدیوں پر افتراء کرتے ہوئے، جھوٹے الزام لگاتے ہوئے احمدیوں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والے ہیں۔ ہم شہری حقوق سے محروم ہونے کو تو کوئی حیثیت نہیں دیتے اور نہ اس کی کوئی حیثیت سمجھتے ہیں، ہمیں تو تمام حقوق سے بھی محروم کر دیا جائے تو ہم یہ برداشت کر لیں گے اور کر رہے ہیں لیکن ان نام نہاد علماء اور حکمرانوں کی خواہش کے مطابق ہم کبھی اپنے آپ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔ احمدی کیوں پاکستان میں ووٹ کا حق استعمال نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ یہ کہتے ہیں کہ تمہارا یہ حق رائے دہی اور آزادی اس اعلان سے مشروط ہے کہ تم کہو کہ ہم مسلمان نہیں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب نہیں ہیں۔ خدا کی قسم! ہم میں سے ہر احمدی بوٹی بوٹی ہونا تو گوارا کر سکتا ہے لیکن ایسی آزادی اور حق رائے دہی پر تھوکتا بھی نہیں جو ہمیں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ کر دے۔ پس ایسی آزادی تم دنیاداروں کو مبارک ہو۔ ہم نے تو ایسی آزادی پر اُس غلامی کو ترجیح دی ہے جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کی خاک بناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بنا دے۔ جو حقوق اللہ کی ادائیگی کا ادراک رکھتے ہوئے اُنہیں ادا کرنے والا بھی ہو اور حقوق العباد کی ادائیگی کا ادراک رکھتے ہوئے اُنہیں بجا لانے والا بھی ہو۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن آئے گا کہ ہماری یہی عاجزی، ہماری یہی غلامی دنیا کو حقیقی آزادی کا نظارہ دکھائے گی۔ اور اپنے آپ کو آزاد کہنے والے جو اغلال میں جکڑے ہوئے ہیں، بوجھوں اور طوقوں میں پڑے ہوئے ہیں یہ یا اُن کی نسلیں ایک دن مسیح محمدی کی غلامی پر فخر محسوس کریں گی۔ جن سے اُن کو اُس حقیقی آزادی کا ادراک حاصل ہوگا جس کے قائم کرنے کے لئے حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔

اللہ کرے دنیا اس آزادی کے دن جلد دیکھ لے اور اُن خوفناک نتائج سے بچ جائے جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوؤں کے انکار کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر احمدی کو بھی صبر اور استقامت سے ان سختیوں کے دن دعاؤں میں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆☆

بقیہ: خطبہ جمعہ از صفحہ 10

ختم کرنے کی تعلیم جو اللہ تعالیٰ کے اس بھیجے ہوئے اور فرستادے نے ہمیں دی ہے جو اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلامِ صادق بن کر صلح اور سلامتی کا پیغام لے کر آیا تھا۔ خدا کرے کہ مسلم اُمّہ اس پیغام کو سمجھے اور فرقہ بندیوں اور فسادوں اور ایک دوسرے کے قتل و غارت سے بچے تا کہ اسلام ایک نئی شان سے دنیا کے کونے کونے تک اپنی چمک اور دمک دکھائے۔

اللہ کرے یہ محرم کا مہینہ ہر جگہ امن و امان اور سلامتی کے ساتھ گزرے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کو اپنی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رکھنے والا ہو۔

مسلمان ملکوں کی عمومی حالت اور فسادات سے بچنے کے لئے بھی بہت زیادہ دعا کریں۔ اکثر ملک آجکل بہت بُرے حالات میں سے گزر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شر پسندوں کے شر سے اسلام اور مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ اکثر مسلمان ملکوں میں جیسا کہ میں نے کہا اندرونی فساد اور شر بھی ہیں جن سے وہاں امن برباد ہو رہا ہے اور بجائے ترقی کے تیزی سے پیچھے کی طرف جا رہے ہیں۔ دنیا کی عمومی معاشی حالت بھی بے چینیاں پیدا کر رہی ہے جس کا اگر یہاں مغرب پہ اثر ہے تو مسلمان ملکوں پہ مشرق میں بھی اور ہر جگہ اثر ہے۔ اور پھر ایک تیسری بڑی گھمبیر صورتحال جو پیدا ہو رہی ہے اور ہونے والی ہے وہ بظاہر جو لگ رہا ہے کہ دنیا عالمی جنگ کی طرف بھی بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ انسانیت پر رحم کرے۔ اُن کو عقل اور سمجھ عطا فرمائے۔ ہمیں اِن دنوں میں بہت زیادہ دعائیں بھی کرنی چاہئیں اور ہر قسم کی احتیاطی تدابیر بھی کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔ ☆☆☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

بتاریخ 8 نومبر 2011 بروز منگل بمقام مسجد فضل لندن بوقت 11 بجے صبح

نماز جنازہ حاضر: مکرمہ تنزیلہ احمد صاحبہ (اہلیہ مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب آف سٹن یوکے) 4 نومبر 2011 کو 30 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ ایک سال سے بعارضہ کینسر بیمار تھیں اور بڑے صبر سے بیماری کا مقابلہ کرتی رہیں۔ آپ حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑنواسی اور مکرمہ سلمیٰ احمد صاحبہ (شعبہ سمعی بصری) کی بیٹی تھیں۔ آپ نے ایم ٹی اے اور شعبہ وقف نو میں خدمت کی توفیق پائی۔ انتہائی نیک ملنسار اور سلسلہ کا درد رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں والدین اور میاں کے علاوہ دو بیٹے بعمر 6 سال و 4 سال یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

مکرمہ طاہرہ رشید صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری رشید ناصر صاحب۔ آف ہمبرگ) 5 نومبر 2011 کو 56 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے لجنہ اماء اللہ ہمبرگ میں سیکرٹری مال اور سیکرٹری ناصرات کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ نیک اور مخلص خاتون تھیں اور چندوں میں بڑی باقاعدہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ حاضر:

بتاریخ 11 ستمبر 2011 بروز ہفتہ بمقام مسجد فضل لندن۔ قبل از نماز ظہر

مکرم خواجہ حفیظ احمد صاحب (آف کیمبرج) 9 ستمبر 2011 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے دادا حضرت صوفی غلام محمد صاحب رضی اللہ عنہ اور والد حضرت خواجہ عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ مرحوم نہایت نیک خوش مزاج دعا گو اور ہر ایک سے نرمی سے پیش آنے والے ہمدرد انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ حاضر:

بتاریخ 9 جنوری 2012 بروز سوموار بمقام مسجد فضل لندن۔ قبل از نماز ظہر

مکرم چوہدری سردار احمد صاحب (آف ہیز۔ یوکے) 6 جنوری 2012 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو پارٹیشن کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ خدمت بجا لانے کا موقعہ ملا۔ یوکے آنے کے بعد ہیز جماعت کے صدر رہے۔ علاوہ ازیں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری اور وکالت مال میں خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور نظام سلسلہ اور خلافت کے ساتھ محبت کرنے والے بہت مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

☆☆☆☆

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے مسلم اُمّہ پر رحم کھاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اور اپنے وعدے کے عین مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر اس لئے بھیجا ہے کہ فرقوں کا خاتمہ ہو۔ جو مسلمان جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچا رہے ہیں وہ اسلام کے مختلف فرقوں میں سے آکر فرقہ بندی کو ختم کرتے ہوئے حقیقی اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہی جماعت احمدیہ میں شامل ہوتے ہیں۔

اس زمانہ کے حَکَم وعَدَل حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنھم کے مقام ومرتبہ سے متعلق نہایت بصیرت افروز اور حکیمانہ ارشادات کا تذکرہ۔

یہ ہے وہ خوبصورت اور انصاف پر مبنی تعلیم اور مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے اور فرقہ بندی کو ختم کرنے کی تعلیم جو اللہ تعالیٰ کے اس بھیجے ہوئے اور فرستادے نے ہمیں دی ہے جو اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام صادق بن کر صلح اور سلامتی کا پیغام لے کر آیا تھا۔ خدا کرے کہ مسلم اُمّہ اس پیغام کو سمجھے اور فرقہ بندیوں اور فسادوں اور ایک دوسرے کے قتل وغارت سے بچے تاکہ اسلام ایک نئی شان سے دنیا کے کونے کونے تک اپنی چمک اور دمک دکھائے۔

مسلمان ملکوں کی عمومی حالت اور فسادات سے بچنے کے لئے بھی بہت زیادہ دعا کریں۔ دنیا کی عمومی معاشی حالت بھی بے چینیاں پیدا کر رہی ہے۔ ایک تیسری بڑی گھمبیر صورتحال جو پیدا ہو رہی ہے

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 02/دسمبر 2011ء بمطابق 02/فتح 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

مسلمانوں میں سے ایک طبقہ تو ایسا ہے جو نام نہاد علماء جن کا کام فساد پیدا کرنا ہے اُن کے پیچھے چل کر بغیر سوچے سمجھے احمدیت کی مخالفت کرنے والا ہے۔ بعض ایسے ہیں اور بڑی کثرت سے ایسے ہیں جو مذہب سے لاتعلق ہیں۔ صرف عید کی نماز پڑھنے والے ہیں یا زیادہ سے زیادہ کبھی کبھار جمعہ پڑھ لیا۔ کچھ ایسے ہیں جو باوجود مذہب میں کسی بھی قسم کی سختی کو ناپسند کرنے کے اور تکفیر کے فتووں سے جو ان علماء کی طرف سے لگائے جاتے ہیں بیزاری کا اظہار کرنے کے خوف کی وجہ سے چپ رہتے ہیں۔ لیکن ایک ایسی تعداد بھی ہے جو گو اسلام کا اور مذہب کا زیادہ علم تو نہیں رکھتے، دین کا زیادہ علم تو نہیں رکھتے لیکن خواہش رکھتے ہیں کہ غیر کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر جو انگلی اٹھتی ہے، اعتراضات ہوتے ہیں اُن کا تدارک کیا جائے۔ اُن کو کسی طرح سے روکا جائے۔ اُن کو جواب دیا جائے۔ اُن کے منہ بند کروائے جائیں۔ اُن کی خواہش ہے کہ اسلام کے تمام فرقے ایک ہو کر دشمنانِ اسلام اور دجالیت کا مقابلہ کریں۔ اس گروہ میں پاکستان، ہندوستان کے رہنے والے مسلمان بھی ہیں، عرب ممالک کے رہنے والے مسلمان بھی ہیں اور دوسرے مسلمان ممالک کے رہنے والے مسلمان بھی ہیں۔ ان لوگوں کی طرف سے جو اسلام کو صرف اسلام کے نام سے جاننا چاہتے ہیں نہ کہ کسی فرقے کے نام سے، جماعت احمدیہ پر بھی یہ اعتراض ہوتا ہے اور مختلف موقعوں پر سوال اُٹھاتے ہیں کہ کیا پہلے اسلام میں فرقے کم ہیں جو آپ نے بھی ایک فرقہ بنا لیا۔ ہمیں کہتے ہیں کہ اگر آپ لوگ اسلام کے ہمدرد ہیں تو مسلمانوں کو فرقہ بندیوں سے آزاد کرانے کی کوشش کریں۔

سب سے پہلے تو مَیں ایسے سوال کرنے والوں کا اس لحاظ سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ کم از کم وہ ہمیں مسلمانوں کا ایک فرقہ تو سمجھتے ہیں، مسلمان تو سمجھتے ہیں۔ بلاسوچے سمجھے تکفیر کا فتویٰ نہیں لگا دیتے۔ ایسے لوگوں سے مَیں یہ عرض کروں گا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلم اُمّہ پر رحم کھاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اور اپنے وعدے کے عین مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر اس لئے بھیجا ہے کہ فرقوں کا خاتمہ ہو۔ جو مسلمان جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچا رہے ہیں وہ اسلام کے مختلف فرقوں میں سے آکر فرقہ بندی کو ختم کرتے ہوئے حقیقی اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہی جماعت احمدیہ میں شامل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر فضل کرتے ہوئے اُن کی بصیرت کی آنکھ کو کھولا ہے تو انہوں نے فرقہ بندی کو خیر باد کہہ کر حقیقی اسلام کو قبول کیا ہے۔ اُس حَکَم اور عَدَل کی بیعت میں آ گئے ہیں جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی تاکہ جو غلط روایات، تعلیمات اور بدعات مختلف فرقوں میں راہ پا گئی ہیں اُن کو حقیقی قرآنی تعلیم کی روشنی کے مطابق دیکھا جائے اور حقیقی قرآنی تعلیم کے مطابق اُن کو اختیار کیا جائے اور اُن پر عمل کیا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی اسلامی تعلیم کی حقیقی روشنی اور تربیت کا ہی نتیجہ ہے کہ جماعت احمدیہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتی ہے۔ کسی مسلمان شخص کے لئے، کسی شخص کے مسلمان ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ لَا اِلٰـهَ اِلَّـا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کا اقرار کرتا ہو اور یہی حدیث سے ثابت ہے۔ (مسلم کتاب الایمان باب بیان الایمان والاسلام والاحسان...... حدیث نمبر 93)۔ لیکن اس کے مقابلے پر دوسرے فرقوں کو دیکھیں تو ہر ایک دوسرے کے بارے میں تکفیر کے فتوے دیتا ہے۔

پس ان اسلام کا درد رکھنے والوں کی یہ غلط فہمی کہ امت مسلمہ پہلے ہی فرقوں میں بٹی ہوئی ہے، جماعت احمدیہ نے ایک اور فرقہ بنا کر فساد کی ایک اور بنیاد رکھ دی ہے، قرآن وحدیث کے علم میں کمی کا نتیجہ ہے۔ کسی بھی دوسرے فرقے کے لٹریچر کا مطالعہ کر لیں تو تکفیر کے فتوؤں کے انبار ایک دوسرے کے خلاف نظر آئیں گے۔ اگر جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا مطالعہ کریں تو غیر مذاہب کے اسلام پر حملوں کا دفاع نظر آئے گا۔ یا مسلمانوں سے یہ درخواست نظر آئے گی کہ اس تکفیر بازی کے زہروں سے بچیں اور خدمتِ اسلام کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ یا یہ نظر آئے گا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ یا اس بات پر زور نظر آئے گا کہ دنیا میں محبت، پیار، صلح اور آشتی کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے اور نفرتوں کے انگاروں کو بجھانے کے لئے ہمیں کیا کوشش کرنی چاہئے۔ یا یہ نظر آئے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا مقام کیا تھا اور ہر ایک اُن میں سے ایک روشن ستارہ ہے جو قابلِ تقلید ہے، ہر ایک کا اپنا اپنا مقام ہے۔

پس جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں تو یہ خوبصورت باتیں نظر آتی ہیں نہ کہ تکفیر کے فتوے۔ جیسا کہ مَیں

نے کہا کہ تکفیر کے فتووں کے انبار ہیں، کسی بھی فرقے کے فتووں کی کتاب کو اُٹھالیں ایک دوسرے کے خلاف فتوے نظر آئیں گے۔

اس آخری بات کو جو مَیں نے کہی کہ صحابہ کا کیا مقام ہے؟ اس بات کو مَیں لیتا ہوں۔ اگر دیکھیں تو اسلام میں دو بڑے گروہ ہیں۔ اُن کی آگے فرقہ بندیاں ہیں۔ شیعہ اور سُنی۔ اور شیعہ اور سُنی دونوں نے غلو اور زیادتی سے کام لیتے ہوئے ان صحابہ کے مقام کو گرانے سے بھی گریز نہیں کیا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابتدائی زمانے میں بے انتہا قربانیاں دیں۔ انہوں نے ایک دوسرے پر اس غلو کی وجہ سے تکفیر کے فتوے بھی لگائے ہیں اور لگاتے چلے جارہے ہیں۔ اگر ایک نے غلو سے کام لیتے ہوئے حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کے مقام کو غیر معمولی بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے اور دوسرے کبار صحابہ اور خلفائے راشدین کے مقام کو انتہائی ظلم کرتے ہوئے گرانے کی کوشش کی ہے تو دوسروں نے بھی اس کے جواب میں کمی نہیں کی۔ پھر ان بڑے گروہوں کے اندر مزید فرقہ بندیاں ہیں جیسا کہ میں نے کہا۔ اور اس فرقہ بندی نے ایک اور فساد برپا کیا ہوا ہے۔ غرض کہ لگتا ہے کہ ان سب کی غرض نعوذ باللہ اسلام کو متشدد، کفر کے فتوے لگانے والا اور فساد برپا کرنے والا مذہب قرار دینا ہے۔

لیکن جیسا کہ مَیں نے ابھی بیان کیا، جماعت احمدیہ کا مقصد تو ایک خوبصورت مقصد ہے۔ اسلام کا حسن اور خوبصورت تصویر پیش کرنے والا مقصد ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو ان گروہوں اور فرقوں کی طرح تصور کرنا جماعت احمدیہ پر ایک زیادتی ہے۔

آجکل ہم محرم کے مہینے سے گزر رہے ہیں اور ہر سال اس مہینے سے ہم گزرتے ہیں تو جن جن ممالک میں سنیوں اور شیعوں کی تعداد زیادہ ہے وہاں ہمیں محرم کے مہینے میں دونوں طرف کا جانی اور مالی نقصان نظر آتا ہے۔ پاکستان ہو یا عراق ہو یا کوئی ملک ہو، ہر طرف ہم یہی دیکھتے ہیں کہ محرم میں کوئی نہ کوئی فساد برپا ہوتا ہے، جان اور مال کا نقصان کیا جارہا ہوتا ہے۔ گو کہ اب تو یہ نقصان ایک روزانہ کا معمول بن گیا ہے لیکن محرم میں خاص طور پر زیادہ ہو رہا ہوتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ان لوگوں نے ایک دوسرے کے خلاف تکفیر کے فتوؤں کے انبار لگائے ہوئے ہیں۔ مَیں نے جب دیکھا تو بہت سارا مواد اکٹھا ہو گیا لیکن اتنے اتنے غلیظ فتوے ہیں اور گالیاں ہیں کہ مَیں مثال کے طور پر بھی وہ یہاں پیش نہیں کرنا چاہتا۔

آج مَیں صرف اس زمانے کے حَکَم اور عدَل مسیح و مہدی معہود کے حکیمانہ ارشاد جو آپ علیہ السلام نے خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ اور حضرت امام حسینؓ وغیرہ کے متعلق بیان فرمائے ہیں، پیش کرتا ہوں جس سے پتہ چلتا ہے کہ کس خوبصورت طریقے سے آپؑ نے فساد کی بنیاد کو ختم کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ جب مَیں نے یہ ارشادات جمع کروائے تو اس کے سینکڑوں صفحات بن گئے ہیں، لیکن وقت کے لحاظ سے اس وقت صرف چند ایک آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

جماعت احمدیہ میں بھی مختلف فرقوں سے بیعت کر کے آنے والے جن کی ابھی صحیح طرح تربیت نہیں ہوئی، ان کے لئے بھی یہ ارشادات سننا ضروری ہیں اور بعض وہ لوگ جن کی مثال مَیں نے دی ہے کہ بعض دفعہ ایم ٹی اے دیکھ لیتے ہیں یا کبھی خطبہ سن لیتے ہیں اور جماعت میں دلچسپی لیتے ہیں یا اسلام سے اُن کو ہمدردی ہوتی ہے لیکن اُن کے ذہن میں ایک سوال پھرتا ہے کہ جماعت احمدیہ بھی ایک ایسا فرقہ ہے جو دوسرے عام فرقوں کی طرح ہے۔ اُن کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات آ جائیں تا کہ اُنہیں بھی پتہ چلے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اسلام کے مختلف فرقوں کو اکٹھا کرنے آئے تھے اور ہر قسم کی زیادتی سے پاک کرنے آئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک کرنے کا کام سپرد کرتے ہوئے الہاماً فرمایا ہے کہ ''سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو۔ عَلٰی دِیْنٍ وَاحِدٍ''۔

(تذکرہ صفحہ نمبر 490 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ)

پس آپ تو فرقوں کو ختم کرنے کے لئے اور تمام مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر، ایک دین پر اکٹھا کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس لحاظ سے جیسا کہ مَیں نے کہا بعض اقتباسات مَیں پیش کروں گا۔ سب سے پہلے مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ اقتباس سامنے رکھتا ہوں جس میں آپ نے خلفائے راشدین کے طریق پر چلنے کو مومن ہونے اور مسلمان ہونے کی نشانی بتایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ عَلَیْھِم اَجْمَعِیْن کا سا رنگ پیدا نہ ہو۔ وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں''۔ (لیکچر لدھیانہ روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 294)

خلفائے راشدین کے مقام کے بارے میں پھر ایک اور جگہ سر الخلافہ کے صفحہ 328 میں آپ فرماتے ہیں۔ یہ صفحہ نمبر مَیں نے اس لئے بولا ہے کہ یہ عربی کی کتاب ہے اور عربی والوں کو صبح میں نے حوالے کا صفحہ نمبر دے دیا تھا تا کہ اُن کو ترجمے میں آسانی رہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو زبان ہے، اُسی کے اصل الفاظ میں اگر یہ (تحریر) عربوں کے بھی سامنے آئے تو زیادہ اثر رکھتی ہے کیونکہ ترجمان ترجمے کے اُس مقام تک نہیں پہنچ سکتے چاہے وہ عربی دان ہی ہوں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔ بہرحال آپ فرماتے ہیں کہ:

''خدا کی قسم! (یہ خلفائے کرام) وہ لوگ ہیں جنہوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و اعانت میں موت کے منہ میں بھی جانے سے دریغ نہ کیا اور خدا کی خاطر اپنے والدین اور اپنی اولاد تک کو چھوڑنا اور اُن سے قطع تعلق کرنا گوارا کر لیا۔ انہوں نے اپنے دوستوں سے لڑائی مول لے لی۔ خدا تعالیٰ کی خاطر اپنے اموال و نفوس کو قربان کر دیا۔ اس کے باوجود وہ نادم و ماتم کناں رہے کہ وہ کماحقہٗ اعمال بجا نہ لا سکے۔ اُن کی آنکھیں اکثر خوابِ راحت کی لذت سے ناآشنا رہیں اور اپنے نفسوں کے آرام کا خیال بھی نہ کیا۔ وہ تن آسان و عافیت کوش نہ تھے۔ پس تم نے کیسے گمان کر لیا کہ یہ لوگ ظالم و غاصب، جادہ عدل کے تارک اور جور و جفا کے خوگر تھے حالانکہ اُن کے متعلق ثابت ہے کہ وہ بندہ حرص و ہوا نہ تھے اور آستانہ الٰہی پر گرے رہتے تھے۔ یہ ایک قوم تھی جو خدا میں فنا ہو گئی''۔

(سر الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 328۔ عربی عبارت کا اردو ترجمہ)

پس فرمایا کہ یہ لوگ جو خلفائے راشدین تھے انہوں نے اپنا سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی خاطر قربان کر دیا اور اللہ تعالیٰ میں فنا ہو گئے۔ پھر سر الخلافۃ کے ہی صفحہ 355 میں آپ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

''آپ مکمل معرفت والے، عارف، حلیم اور رحیم فطرت والے تھے اور آپ انکسار اور غربت کی حالت میں زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ بہت زیادہ عفو، شفقت اور رحم کرنے والے تھے۔ اور آپ اپنی پیشانی کے نور سے پہچانے جاتے تھے۔ اور آپ کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے گہرا تعلق تھا۔ اور آپ کی روح خیر الوریٰ کی روح سے ملی ہوئی تھی۔ اور اس نور سے ڈھانپ دی گئی تھی جس نور سے اُن کے پیش رَو اور محبوبِ الٰہی کو ڈھانپ دیا گیا تھا۔ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دانائی کے نُور کے نیچے اور آپ کے عظیم فیوض کے نیچے چھپا دی گئی تھی۔ اور آپ فہمِ قرآن اور سید الرسل اور فخرِ نوع انسانی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سب سے ممتاز تھے۔ اور جب آپ پر نشأۃ اخروی اور اسرارِ الٰہی کا ظہور ہوا تو آپ نے تمام دنیاوی تعلقات کو توڑ دیا اور جسمانی تعلقات کو چھوڑ دیا اور محبوب کے رنگ میں رنگین ہو گئے۔ اور مطلوبِ واحد کے لئے تمام مرادیں ترک کر دیں۔ اور آپ کا نفس جسمانی کدورتوں سے خالی ہو گیا۔ اور سچے خدا کے رنگ میں رنگین ہو گیا۔ اور رب العالمین کی رضا میں غائب ہو گیا۔ اور جب صادق حُبِّ الٰہی آپ کے رگ و ریشہ میں اور آپ کے دل کی تہہ میں اور آپ کے وجود کے ذرّات میں متمکن ہو گئی اور اُس کے انوار اِس کے اقوال و افعال اور قیام و قعود میں ظاہر ہو گئے تب آپ کو صدیق کا لقب دیا گیا''۔ (سر الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 355۔ عربی عبارت کا اردو ترجمہ) یعنی کہ جب آپ مکمل طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں فنا ہو گئے تو پھر آپ کو صدیق کا لقب ملا۔ یہ آپ کا مقام ہے۔

پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مقامِ صدیقیت کی مزید تصویر کشی کرتے ہوئے کہ کیوں اور کس طرح آپ کو یہ مقام ملا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب دیا تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپؓ میں کیا کیا کمالات تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اُس کے دل کے اندر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو حقیقت میں حضرت ابوبکرؓ نے جو صدق دکھایا اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ میں جو شخص صدّیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اُس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے جہاں تک ممکن ہو مجاہدہ کرے اور پھر حتی المقدور دعا سے کام لے۔ جب تک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہیں لیتا اور اسی رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا، صدیقی کمالات حاصل نہیں ہو سکتے''۔ فرماتے ہیں۔ ''ابوبکری فطرت کیا ہے؟ اس پر مفصل بحث اور کلام کا یہ موقع نہیں کیونکہ اس کے تفصیلی بیان کیلئے بہت وقت درکار ہے''۔ فرمایا کہ ''مَیں مختصراً ایک واقعہ بیان کر دیتا ہوں اور وہ یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اظہار فرمایا۔ اُس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف سوداگری کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب واپس آئے تو ابھی راستے ہی میں تھے کہ ایک شخص آپؓ سے ملا۔ آپؓ نے اُس سے مکّہ کے حالات دریافت فرمائے اور پوچھا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ۔ جیسا کہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان سفر سے واپس آتا ہے تو راستہ میں اگر کوئی اہلِ وطن مل جائے تو اُس سے اپنے وطن کے حالات دریافت کرتا ہے۔ اُس شخص نے جواب دیا کہ نئی بات یہ ہے کہ تیرے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ آپؓ نے یہ سنتے ہی فرمایا کہ اگر اُس نے یہ دعویٰ کیا ہے تو بلاشبہ وہ سچا ہے۔ اسی ایک واقعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آپؓ کو کس قدر حسنِ ظن تھا۔ معجزے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ معجزہ وہ شخص مانگتا ہے جو مدعی کے حالات سے ناواقف ہو اور جہاں غیریت ہو اور مزید تسلّی کی ضرورت ہو۔ لیکن جس شخص کو حالات سے پوری واقفیت ہو تو اُسے معجزہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ الغرض حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ راستہ میں ہی آنحضرتؐ کا دعویٰ نبوت سن کر ایمان لے آئے۔ پھر جب مکّہ میں پہنچے تو آنحضرتؐ کی خدمتِ مبارک میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ کیا آپؐ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہ درست ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ گواہ رہیں کہ مَیں آپؐ کا پہلا مُصدّق ہوں۔ آپؓ کا ایسا کہنا

محض قول ہی قول نہ تھا بلکہ آپؓ نے اپنے افعال سے اسے ثابت کر دکھایا اور مرتے دم تک اسے نبھایا اور بعد مرنے کے بھی ساتھ نہ چھوڑا۔ (ملفوظات جلد اول۔صفحہ 247-248۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اس وفا اور قربانیوں کا اظہار کس طرح ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’ایک دفعہ چند دشمنوں نے آپؐ کو تنہا پا کر پکڑ لیا اور آپؐ کے گلے میں پٹکا ڈال کر اُسے مروڑنا شروع کیا۔ قریب تھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان نکل جائے کہ اتفاق سے ابوبکرؓ آ نکلے اور انہوں نے مشکل سے چھڑایا۔ اس پر (ان دشمنوں نے) ابوبکرؓ کو اس قدر مارا پیٹا کہ وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے‘‘۔

(سوانح عمری حضرت محمد صاحب بانی اسلام مرتبہ شردھے پرکاش دیوجی صفحہ 37 پبلشر نرائن دت سہگل اینڈ سنز لاہور۔ بحوالہ چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23۔صفحہ 257-258)

پھر اُمّت پر حضرت ابوبکر صدیق کے ایک بہت بڑے احسان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’ایسا ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس آیت سے استدلال کرنا کہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران 145) صاف دلالت کرتا ہے کہ اُن کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے تھے کیونکہ اگر اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ پہلے نبیوں میں سے بعض نبی تو جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے پیشتر فوت ہو گئے ہیں مگر بعض اُن میں سے زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک فوت نہیں ہوئے تو اس صورت میں یہ آیت قابلِ استدلال نہیں رہتی کیونکہ ایک ناتمام دلیل جو ایک قاعدہ کلیہ کی طرح نہیں اور تمام افراد گزشتہ پر دائرہ کی طرح محیط نہیں وہ دلیل کے نام سے موسوم نہیں ہو سکتی۔ پھر اُس سے حضرت ابوبکرؓ کا استدلال لغو ٹھہرتا ہے۔ اور یاد رہے کہ یہ دلیل جو حضرت ابوبکرؓ نے تمام گزشتہ نبیوں کی وفات پر پیش کی کسی صحابی سے اس کا انکار مروی نہیں حالانکہ اُس وقت سب صحابی موجود تھے اور سب سُن کر خاموش ہو گئے۔ اس سے ثابت ہے کہ اس پر صحابہ کا اجماع ہو گیا تھا اور صحابہ کا اجماع حجت ہے جو کبھی ضلالت پر نہیں ہوتا۔ سو حضرت ابوبکرؓ کے احسانات میں سے جو اس اُمّت پر ہیں ایک یہ بھی احسان ہے کہ انہوں نے اس غلطی سے بچنے کے لئے جو آئندہ زمانے کے لئے پیش آنے والی تھی اپنی خلافتِ حقہ کے زمانے میں سچائی اور حق کا دروازہ کھول دیا اور ضلالت کے سیلاب پر ایک ایسا مضبوط بند لگا دیا کہ اگر اس زمانے کے مولویوں کے ساتھ تمام جنّیات بھی شامل ہو جائیں تب بھی وہ اس بند کو توڑ نہیں سکتے۔ سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ حضرت ابوبکرؓ کی جان پر ہزاروں رحمتیں نازل کرے جنہوں نے خدا تعالیٰ سے پاک الہام پا کر اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ مسیح فوت ہو گیا ہے‘‘۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد نمبر 15 صفحہ 462-461 حاشیہ)

پھر ایک عظیم فتنے کے دور کرنے کے لئے، فرو کرنے کے لئے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عظیم کارنامہ ہے، اُس کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

’’اُس زمانے میں بھی مسیلمہ نے اِباحتی رنگ میں لوگوں کو جمع کر رکھا تھا۔ ایسے وقت میں حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو انسان خیال کر سکتا ہے کہ کس قدر مشکلات پیدا ہوئی ہوں گی۔ اگر وہ قوی دل نہ ہوتا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا رنگ اُس کے ایمان میں نہ ہوتا تو بہت ہی مشکل پڑتی اور گھبرا جاتا۔ لیکن صدیقؓ نبی کا ہم سایہ تھا‘‘ (یعنی سائے کے نیچے تھا۔ اُسی سائے میں تھا۔) ’’آپؐ کے اخلاق کا اثر اُس پر پڑا ہوا تھا اور دل نورِ یقین سے بھرا ہوا تھا اس لئے وہ شجاعت اور استقلال دکھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ اُن کی زندگی اسلام کی زندگی تھی۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اُس پر کسی لمبی بحث کی حاجت ہی نہیں۔ اُس زمانے کے حالات پڑھ لو اور پھر جو اسلام کی خدمت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کی ہے اُس کا اندازہ کر لو۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کے لئے آدمِ ثانی ہیں۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ کا وجود نہ ہوتا تو اسلام بھی نہ ہوتا۔ ابوبکر صدیقؓ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے اسلام کو دوبارہ قائم کیا۔ اپنی قوتِ ایمانی سے کُل باغیوں کو سزا دی اور امن کو قائم کر دیا۔ اسی طرح پر جیسے خدا تعالیٰ نے فرمایا اور وعدہ کیا تھا کہ مَیں سچے خلیفہ پر امن کو قائم کروں گا۔ یہ پیشگوئی حضرت صدیقؓ کی خلافت پر پوری ہوئی اور آسمان نے اور زمین نے عملی طور پر شہادت دے دی۔ پس یہ صدیق کی تعریف ہے کہ اس میں صدق اس مرتبہ اور کمال کا ہونا چاہئے‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 251-252۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کے مقام حُبِّ رسول اور اخلاص کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

’’ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے گھر میں گئے اور دیکھا کہ گھر میں کچھ اسباب نہیں اور آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور چٹائی کے نشان پیٹھ پر لگے ہیں۔ تب عمرؓ کو یہ حال دیکھ کر رونا آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے عمرؓ! تو کیوں روتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ آپ کی تکالیف کو دیکھ کر مجھے رونا آ گیا۔ قیصر اور کسریٰ جو کافر ہیں آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور آپ ان تکالیف میں بسر کرتے ہیں۔ تب آنجناب نے فرمایا کہ مجھے اس دنیا سے کیا کام۔ میری مثال اُس سوار کی ہے جو شدتِ گرمی کے وقت ایک اونٹنی پر جا رہا ہے اور جب دوپہر کی شدت نے اُس کو سخت تکلیف دی تو وہ اُسی سواری کی حالت میں دَم لینے کے لئے ایک درخت کے سایہ کے نیچے ٹھہر گیا اور پھر چند منٹ کے بعد اُسی گرمی میں اپنی راہ لی‘‘۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 299-300)

حضرت عمرؓ کے رتبہ و مقام کے بارے میں ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درجہ جانتے ہو کہ صحابہ میں کس قدر بڑا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات اُن کی رائے کے موافق قرآنِ شریف نازل ہو جایا کرتا تھا اور اُن کے حق میں یہ حدیث ہے کہ شیطان عمرؓ کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ دوسری یہ حدیث ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ تیسری یہ حدیث ہے کہ پہلی اُمّتوں میں محدث ہوتے رہے ہیں۔ اگر اس اُمّت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمرؓ ہے‘‘۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 219)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ

’’بعض واقعات پیشگوئیوں کے جن کا ایک ہی دفعہ ظاہر ہونا امید رکھا گیا ہے وہ تدریجاً ظاہر ہوں یا کسی اَور شخص کے واسطہ سے ظاہر ہوں جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں آپؐ کے ہاتھ پر رکھی گئی ہیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ پیشگوئی کے ظہور سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے تھے۔ اور آنجنابؐ نے نہ قیصر اور کسریٰ کے خزانہ کو دیکھا اور نہ کنجیاں دیکھیں۔ مگر چونکہ مقدر تھا کہ وہ کنجیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلّی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا اس لیے عالمِ وحی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ قرار دیا گیا‘‘۔

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14۔صفحہ 265)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

’’جبتک امام کی دستگیری اِفاضہ علوم نہ کرے تب تک ہرگز ہرگز خطرات سے امن نہیں ہوتا۔ اس امر کی شہادت صدر اسلام میں ہی موجود ہے‘‘ (اسلام کے شروع میں موجود ہے) ’’کیونکہ ایک شخص جو قرآنِ شریف کا کاتب تھا اُس کو بسا اوقات نورِ نبوت کے قرب کی وجہ سے قرآنی آیت کا اُس وقت میں الہام ہو جاتا تھا جبکہ امام یعنی نبی علیہ السلام وہ آیت لکھوانا چاہتے تھے۔ ایک دن اُس نے خیال کیا کہ مجھ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا فرق ہے؟ مجھے بھی الہام ہوتا ہے۔ اس خیال سے وہ ہلاک کیا گیا اور لکھا ہے کہ قبر نے بھی اُس کو باہر پھینک دیا‘‘۔ (فوت ہوا اور دفنایا گیا تو قبر نے بھی باہر پھینک دیا) ’’جیسا کہ بلعم ہلاک کیا گیا‘‘ (اُس کو بھی اپنی نیکی کا اور وحی کا یہی زعم تھا)۔ فرماتے ہیں: ’’مگر عمرؓ کو بھی الہام ہوتا تھا انہوں نے اپنے تئیں کچھ چیز نہ سمجھا اور امامتِ حقہ جو آسمان کے خدا نے زمین پر قائم کی تھی اُس کا شریک بننا نہ چاہا بلکہ ادنیٰ چاکر اور غلام اپنے تئیں قرار دیا۔ اس لئے خدا کے فضل نے اُن کو نائب امامتِ حقّہ بنا دیا‘‘۔

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 474-473)

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے پر اپنے آپ کو حقیر سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے احسان کرتے ہوئے، فضل کرتے ہوئے پھر اُن کو خلیفہ بنا دیا جو نبی کا نائب ہے۔)

پھر سرالخلافہ کے صفحہ 326 میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں کہ:

’’میرے ربّ نے مجھ پر ظاہر فرمایا ہے کہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان (رضوان اللہ علیہم اجمعین) غایت درجہ ایماندار اور رُشد و ہدایت سے معمور تھے۔ وہ اُن لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت بخشی ہے اور جو خاص طور پر موردِ افضالِ الٰہیہ ہوئے ہیں۔ عارفوں کی ایک بڑی جماعت اُن کی خصوصیات کی گواہ اور اُن کی خوبیوں کی معترف ہے۔ انہوں نے محض رضائے الٰہی کی خاطر اپنے وطنوں کو چھوڑا اور ہر معرکے میں بلا دریغ داخل ہو گئے۔ انہوں نے شدتِ گرمی کا خیال کیا نہ ہی سرد ترین راتوں کی پرواہ کی بلکہ مردِ میدان بن کر دین کی راہ میں قدم مارتے چلے گئے۔ اس راہ میں نہ کسی قرابت دار کی پرواہ کی، نہ کسی اور کی اور رب العالمین کی خاطر سب کچھ چھوڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اُن کے اعمالِ حسنہ سے بوئے خوش آتی اور ان کے افعالِ پسندیدہ سے خوشبو کی لپٹیں آتی ہیں۔ اُن سے اُن کے باغِ درجات، اُن کے گلستانِ حسنات کی طرف رہنمائی ہوئی ہے۔ اُن کی بادِ نسیم اپنے ہی عطر بیز جھونکوں سے اُن کے اسرار کی خبر دیتی ہے اور اُن کے انوار ہم پر ضوفگن ہوتے ہیں۔ سو اُن کی خوشبو سے اُن کی نیک شہرت کی طرف رہنمائی ہو سکتی ہے‘‘۔

(سرالخلافہ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 326۔ عربی عبارت کا اردو ترجمہ)

پھر آپؑ نے ایک جگہ فرمایا:

’’یہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یعنی حضرت عثمان) اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے سب واقعی طور پر دین میں امین تھے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اسلام کے آدمِ ثانی ہیں اور ایسا ہی حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اگر دین میں سچے امین نہ ہوتے تو آج ہمارے لئے مشکل تھا جو قرآنِ شریف کی کسی ایک آیت کو بھی منجانب اللہ بتا سکتے‘‘۔

(مکتوبات احمد جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 151 مکتوب نمبر 2 بنام حضرت نواب محمد علی خان صاحب مطبوعہ ربوہ)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علیؓ کے مقام و مرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یہ بھی سر الخلافہ کا صفحہ 358 ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ

''آپ (یعنی حضرت علیؓ) بڑے متقی اور پاک صاف تھے اور اُن لوگوں میں سے تھے جو خدائے رحمان کے سب سے پیارے ہیں اور اچھے خاندانوں والے تھے اور زمانے کے سرداروں میں سے تھے۔ غالب خدا کے شیر اور مہربان خدا کے نوجوان تھے۔ بہت سخی اور صاف دل تھے۔ آپ وہ منفرد بہادر تھے جو مرکزِ میدان سے نہیں ہٹتے تھے خواہ آپ کے مقابل پر دشمنوں کی ایک فوج ہی کیوں نہ ہو۔ آپ نے کسمپرسی کی زندگی بھی بسر کی اور نوعِ انسانی کی پرہیزگاری میں مقامِ کمال تک پہنچے۔ اور آپ مال و دولت عطا کرنے، غم و ہمّ دور کرنے اور یتیموں، مسکینوں اور پڑوسیوں کی دیکھ بھال کرنے والے پہلے شخص تھے اور مختلف معرکوں میں آپ سے بہادری کے کارنامے ظاہر ہوتے تھے۔ اور آپ تلوار اور نیزے کی جنگ میں عجائب باتوں کے مظہر تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ شیریں بیان اور فصیح اللسان تھے۔ (بڑے خوبصورت انداز میں بات بیان کرتے تھے) اور آپ اپنے کلام کو دلوں کی تہ میں داخل کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ اس ذریعے سے ذہنوں کے زنگ کو دور کرتے اور اُس کے مطلع کو دلیل کے نور سے منور کرتے تھے اور آپ ہر قسم کے اسلوب میں قادر تھے۔ اور جو کوئی آپ سے کسی معاملے میں فاضل ہوتا تو وہ بھی آپ کی طرف مغلوب کی طرح معذرت کرتا ہوا نظر آتا''۔ (یعنی پڑھے لکھے لوگ بھی آپ کے سامنے کچھ حیثیت نہیں رکھتے تھے) ''اور آپ ہر خوبی اور فصاحت و بلاغت کی راہوں پر کامل تھے اور جس نے آپ کے کمال کا انکار کیا تو گویا وہ بے حیائی کے رستے پر چل پڑا''۔

(سر الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 358۔ عربی عبارت کا اردو ترجمہ)

پھر صحابہ رضوان اللہ علیہم کا مجموعی طور پر ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''مَیں پھر صحابہؓ کی حالت کو نظیر کے طور پر پیش کر کے کہتا ہوں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر اپنی عملی حالت میں دکھایا کہ وہ خدا جو غیب الغیب ہستی ہے اور جو باطل پرست مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ اور نہاں ہے۔ انہوں نے اپنی آنکھ سے، ہاں آنکھ سے، ہاں آنکھ سے دیکھ لیا ہے۔ ورنہ بتاؤ تو سہی کہ وہ کیا بات تھی جس نے اُن کو ذرا بھی پرواہ نہیں ہونے دی کہ قوم چھوڑی، ملک چھوڑا، جائیدادیں چھوڑیں، احباب اور رشتہ داروں سے قطع تعلق کیا۔ وہ صرف خدا ہی پر بھروسہ تھا اور ایک خدا پر بھروسہ کر کے انہوں نے وہ کر کے دکھایا کہ اگر تاریخ کی ورق گردانی کریں تو انسان حیرت اور تعجب سے بھر جاتا ہے۔ ایمان تھا اور صرف ایمان تھا اور کچھ نہ تھا۔ ورنہ بالمقابل دنیا داروں کے منصوبے اور تدابیر اور پوری کوششیں اور سرگرمیاں تھیں پر وہ کامیاب نہ ہو سکے''۔ (یعنی دنیا دار کامیاب نہ ہو سکے۔) ''ان کی تعداد، جماعت، دولت سب کچھ زیادہ تھا مگر ایمان نہ تھا''۔ (غیروں میں) ''اور صرف ایمان ہی کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے اور کامیابی کی صورت نہ دیکھ سکے۔ مگر صحابہؓ نے ایمانی قوت سے سب کو جیت لیا۔ انہوں نے جب ایک شخص کی آواز سنی جس نے باوصفیکہ اُمّی ہونے کی حالت میں پرورش پائی تھی مگر اپنے صدق اور امانت اور راستبازی میں شہرت یافتہ تھا۔ جب اُس نے کہا کہ مَیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں۔ یہ سنتے ہی ساتھ ہو گئے اور پھر دیوانوں کی طرح اُس کے پیچھے چلے۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ وہ صرف ایک ہی بات تھی جس نے اُن کی یہ حالت بنا دی اور وہ ایمان تھا۔ یاد رکھو! خدا پر ایمان بڑی چیز ہے''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 407-408۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلفائے راشدین یا صحابہ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے تعلق اور محبت کا اظہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے تھا۔ اور جیسا کہ مَیں پہلے ذکر کر چکا ہوں اسے آپ ایمان کا جزو سمجھتے تھے۔

ایک دوسری جگہ آپ اس کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''ہمارا ایمان ہے کہ بزرگوں اور اہل اللہ کی تعظیم کرنی چاہئے لیکن حفظِ مراتب بڑی ضروری شئے ہے''۔ (تعظیم تو کرنی چاہئے لیکن ہر ایک کا اپنا اپنا مرتبہ اور مقام ہے اُس کے مطابق) ''ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ حد سے گزر کر خود ہی گناہگار ہو جائیں''۔ (غلو سے کام نہیں لینا چاہئے۔) ''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے نبیوں کی ہتک ہو جائے۔ وہ شخص جو کہتا ہے کہ کُل انبیاء علیہم السلام حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی امام حسینؓ کی شفاعت سے نجات پائیں گے اُس نے کیسا غلو کیا ہے جس سے سب نبیوں کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے''۔ (ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 268-269 حاشیہ مطبوعہ ربوہ ایڈیشن 2003ء)

پھر حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ سے اپنی مناسبت بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''اور مجھے علی اور حسین کے ساتھ ایک لطیف مناسبت حاصل ہے۔ اور اس راز کو مشرقین اور مغربین کے ربّ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور مَیں علیؓ اور آپ کے دونوں بیٹوں سے محبت کرتا ہوں۔ اور جو اُن سے عداوت رکھتا ہے اُن سے مَیں عداوت رکھتا ہوں۔ اور بایں ہمہ میں جور و جفا کرنے والوں میں سے نہیں۔ اور یہ میرے لئے ممکن نہیں کہ مَیں اس سے اعراض کروں جو اللہ نے مجھ پر منکشف فرمایا۔ اور نہ ہی میں حد سے تجاوز کرنے والوں میں سے ہوں۔ (سر الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 359۔ عربی عبارت کا اردو ترجمہ)

یہ بھی سر الخلافہ کا ترجمہ ہے۔ پھر اس مناسبت کو مزید کھول کر آپ فرماتے ہیں کہ:

''اسلام میں بھی یہودی صفت لوگوں نے یہی طریق اختیار کیا اور اپنی غلط فہمی پر اصرار کر کے ہر ایک زمانے میں خدا کے مقدس لوگوں کو تکلیفیں دیں۔ دیکھو کیسے امام حسین رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ہزاروں نادان یزید کے ساتھ ہو گئے''۔ (امام حسین کو چھوڑ کر ہزاروں نادان یزید کے ساتھ ہو گئے) ''اور اس امام معصوم کو ہاتھ اور زبان سے دکھ دیا۔ آخر بجز قتل کے راضی نہ ہوئے اور پھر وقتاً فوقتاً ہمیشہ اس امت کے اماموں اور راستبازوں اور مجددوں کو ستاتے رہے اور کافر اور بے دین اور زندیق نام رکھتے رہے۔ ہزاروں صادق ان کے ہاتھ سے ستائے گئے اور نہ صرف یہ کہ ان کا نام کافر رکھا بلکہ جہاں تک بس چل سکا قتل کرنے اور ذلیل کرنے اور قید کرانے سے فرق نہیں کیا۔ یہانتک کہ اب ہمارا زمانہ پہنچا اور تیرھویں صدی میں جا بجا خود وہ لوگ یہ وعظ کرتے تھے کہ چودھویں صدی میں امام مہدی یا مسیح موعود آئے گا اور کم سے کم یہ کہ ایک بڑا مجدد پیدا ہو گا۔ لیکن جب چودھویں صدی کے سر پر وہ مجدد پیدا ہوا۔ اور نہ صرف خدا تعالیٰ کے الہام نے اُس کا نام مسیح موعود رکھا بلکہ زمانے کے فتن موجودہ نے بھی بزبانِ حال یہی فتویٰ دیا'' (جو فتنے زمانے میں پھیلے ہوئے تھے) ''کہ اس کا نام مسیح موعود ہونا چاہئے تھا۔ تو اُس کی سخت تکذیب کی اور جہاں تک ممکن تھا اُس کو ایذاء دی اور طرح طرح کے حیلوں اور مکروں سے اُس کو ذلیل اور نابود کرنا چاہا''۔ (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد نمبر 14 صفحہ 254-255)۔ جھٹلایا، تکلیفیں دیں اور ذلیل و نابود کرنے کی کوشش کی۔

ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں کہ:

''مَیں نے اس قصیدہ میں جو امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے یہ انسانی کارروائی نہیں۔ خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسین جیسے یا حضرت عیسیٰ جیسے راستباز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور وعید مَنْ عَادَ وَلِیًّا لِیْ۔ دست بدست اُس کو پکڑ لیتا ہے۔ پس مبارک وہ جو آسمان کے مصالح کو سمجھتا ہے اور خدا کی حکمت عملیوں پر غور کرتا ہے۔

(اعجاز احمدی (ضمیمہ نزول المسیح)۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 149)

یہ حدیث ہے کہ مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْب کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی اختیار کی تو میں نے اُس کے ساتھ اعلانِ جنگ کر دیا۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب التواضع حدیث نمبر 6502)

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جو کچھ مَیں لکھتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اور مرضی سے اور حکم سے لکھتا ہوں۔

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال اُن کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں۔ جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اُس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں۔ اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے اور اُس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں۔ اور ہر ایک چیز جو بت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمالِ فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں۔ دنیا کی محبت نے اُس کو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہّر تھا اور بلاشبہ وہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے۔ اور بلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے۔ اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اُس سے موجبِ سلبِ ایمان ہے۔ اور اس امام کی تقویٰ اور محبتِ الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتداء کرنے والے ہیں جو اُس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے۔ اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اُس کی محبت ظاہر کرتا ہے۔ اور اُس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبتِ الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے اُن کا قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ اُن کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اُس کے زمانے میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے اور جو شخص حسین رضی اللہ عنہ یا کسی بزرگ کی جو ائمہ مطہّرین میں سے ہے، تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اُس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ اُس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اُس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے''۔

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد سوم صفحہ 545-546۔ اشتہار تبلیغ حق۔ 8/اکتوبر 1905ء)

پس یہ ہے وہ خوبصورت اور انصاف پر مبنی تعلیم اور مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے اور فرقہ بندی کو

(باقی صفحہ 6 پر ملاحظہ فرمائیں)

اذکروا موتاکم بالخیر:

میری پیاری والدہ مکرمہ عظیم النساء صاحبہ

اہلیہ محترم بہادر خان صاحب درویش مرحوم قادیان

(دلاور خان قادیان۔ کارکن دفتر رشتہ ناطہ)

میری والدہ محترمہ عظیم النساء صاحبہ اہلیہ محترم بہادر خان صاحب درویش بعمر تقریباً 77 سال مورخہ 3.12.11 کو رات ایک بجے قادیان میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 1932 میں پورب سرائے کالی تازیہ ضلع مونگھیر میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے دو بھائی اور دو بہنیں بھی مونگھیر میں پیدا ہوئے۔ مکرم چراغ دین صاحب اور مکرم مختار احمد صاحب ایام جوانی میں ہی وفات پاگئے۔ آپ کے والد محترم حکیم مولوی واجد حسین صاحب اور والدہ محترمہ خدیجۃ الکبریٰ صاحبہ ہیں میرے نانا حکیم مولوی واجد حسین صاحب 1959ء میں وفات پاگئے تھے اور نانی جان محترمہ خدیجۃ الکبریٰ صاحبہ 1979ء میں قادیان آئیں اور 15 روز کے بعد ان کی وفات ہوگئی۔ اپنے بھائی بہنوں میں والدہ صاحبہ سب سے بڑی تھیں۔ آپ بچپن سے مکہ معظّمہ اور قادیان جانے کیلئے دعائیں کرتی رہتی تھیں۔ قادیان کی یاد اور تڑپ میں ایک بہت لمبی نظم 1945 میں لکھی جس کے چند اشعار پیش ہیں۔

سنو گر داستاں اہل بیاں کی
عیاں ہے کیفیت میری زباں کی
عجب بستی ہے بہنو قادیاں کی
سکونت ہے وہ مہدیٔ زماں کی
حقیقت کیا کہوں بہنو وہاں کی
وہاں آتی نہیں نوبت خزاں کی
طبیعت خوش ہے سب خوردو کلاں کی
شکایت وہ نہیں کرتے جہاں کی
سناؤں بات کیا اُس جاہ و چمن کی
گل گلچیں گلستاں بوستاں کی
دعائے آرزو یارب عاجزہ عظیم النساء کی
دکھادے جلد بستی قادیاں دارالاماں کی
یہ نظم میں نے جو تم سے بیاں کی
حقیقت ہے میرے راز نہاں کی

16 مئی 1952 کو والدہ صاحبہ کا نکاح محترم بہادر خان صاحب درویش کے ساتھ ہوا۔ قادیان دارالامان آنے کی تڑپ یوں پوری ہوئی کہ جب آپ شادی کے بعد قادیان بذریعہ ریل آرہی تھیں تو سارا راستہ ریل کی لائنیں جو خواب میں دیکھی تھیں اُسی طرح یاد آگئیں۔ میری والدہ صاحبہ بتاتی ہیں کہ جب شادی کے بعد قادیان دارالامان آئی تھی تو خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی زیارت ہوئی۔

والدہ صاحبہ نے گھر میں مرغیاں رکھی تھیں جس سے گھریلو کچھ ضروریات پوری کرتی تھیں اور چندے بھی ادا کرتی تھیں۔ قادیان میں اکثر گھروں میں ایسے ہی گذارہ ہوتا تھا۔ ایک بار تحریک جدید کا بہت سا بقایا والدہ صاحبہ کا نکلا۔ آپ نے اسی وقت والد صاحب کی اجازت سے اپنا سارا زیور فروخت کر کے بقایا چندہ ادا کر دیا۔

حضرت مرزا وسیم احمد صاحب کا کوئلہ ڈپو قادیان میں تھا اور والد صاحب اس کے انچارج تھے۔ آپ جب کوئلہ ڈپو میں آتے تو گھر میں ضرور آتے۔ والدہ صاحبہ تواضع میں کچھ پیش کرتی تھیں تو وہ قبول کرتے۔ اکثر حضرت مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم بھی شفقت اور محبت سے اپنے گھر سے کھانے پینے کی اشیاء بھجواتے تھے۔ خاندان کے احباب بھی درویشان کرام اور ان کے اہل وعیال سے بہت محبت کرتے ہیں۔ جب میری والدہ پاکستان جاتیں تو خاندان حضرت اقدس علیہ السلام کے گھروں میں جاتی تھیں اور میں چھوٹا تھا اس لئے والدہ صاحبہ کے ساتھ چلا جایا کرتا تھا۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے ہاتھوں چائے پینے کا بھی شرف حاصل ہوا ہے۔ معزز بزرگان سے دُعائیہ خطوط کے مجھے جوابات بھی موصول ہوتے رہے ہیں۔ جو آج بھی میرے پاس محفوظ ہیں۔

میری والدہ صاحبہ یسرنا القرآن کو بہت اچھے رنگ میں پڑھاتی رہی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یسرنا القرآن اچھی طرح پڑھایا جائے تو قرآن کریم ناظرہ بچہ بہت جلدی آسانی سے پڑھ لیتا ہے۔ یسرنا القرآن کی ایک دوبار دُہرائی کر لی جائے تو ناظرہ با آسانی پڑھا جاتا ہے۔

والدہ صاحبہ بہت صابرہ وشاکرہ تھیں شروع درویشی دور میں اکثر درویشان کرام کے مالی حالات بہت ہی خراب تھے۔ مختلف قسم کی تکالیف میں والدہ صاحبہ نے نہایت صبر وشکر اور وفا سے شوہر کا ساتھ دیا۔

۱۱ر دسمبر ۱۹۷۳ء کو والد صاحب ایک معمولی سی اونچائی سے نیچے گر پڑے تھے اس سے قبل بھی 1954 میں سیلاب آنے پر بخار کی حالت میں خدمت خلق کے کام کرتے رہے تو جسم کے ایک حصہ میں فالج کا اثر آگیا تھا لیکن کافی عرصہ علاج کے بعد اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور 1973 میں دوبارہ فالج کی وجہ سے عرصہ ۹ سال سے زائد عرصہ تک بیمار رہے۔

اس دوران والدہ صاحبہ بڑی جانفشانی سے خدمت بجالاتی رہیں اور ہر طرح سے والد صاحب کا خیال رکھا آخر 15 اکتوبر 1982 کو والد صاحب وفات پاگئے۔ والدہ صاحبہ نے بڑے صبر سے ہم سب بھائی بہنوں کی پرورش کی اور خلیفہ وقت کی خاص دعاؤں کی وجہ سے ہم سب بھائی بہنوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہوا اور سب کی شادیاں ہوئیں۔

مورخہ 3.12.11 کو رات ساڑھے آٹھ بجے جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ قادیان میں والدہ صاحبہ کی نماز جنازہ قائم مقام امیر جماعت احمدیہ قادیان محترم مولانا جلال الدین نیّر صاحب نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین کے بعد اجتماعی دعا کرائی۔ اللّٰھم اغفر وارحمھا وادخلھا فی اعلی علیین۔ آپ کی اولاد خاکسار کے علاوہ عزیز طارق احمد خان اور عزیز محمد شجاع الدین اور پانچ بہنیں صغیر النساء، نصیر النساء، قمر النساء، امۃ الھادی، شہزادی شجاعت بیگم ہیں۔

ہم سب بھائی بہن اور عزیز واقارب احباب جماعت اور سب دوستوں اور بزرگان کرام کا جنہوں نے دلی اظہار تعزیت کیا ہے تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔

مورخہ 9.12.11 کو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت خطبہ جمعہ میں محترمہ والدہ صاحبہ کا ذکر خیر فرمایا کہ دوسرا جنازہ ہے مکرمہ عظیم النساء اہلیہ مکرم بہادر خان صاحب درویش مرحوم قادیان کا۔ یہ ۳ دسمبر ۲۰۱۱ء کو وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مونگھیر صوبہ بہار کی رہنے والی تھیں اور حضرت میاں شادی خانؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں۔ بچپن سے ہی قادیان جانے کیلئے دعا کرتی تھیں اس کے لئے آپ نے لمبی نظم بھی کہی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا بھی سن لی شادی کے بعد ۱۹۵۲ میں قادیان آگئیں نظم کا ایک شعر اس طرح سے ہے۔

دعائے آرزو یارب عاجزہ عظیم النساء کی
دکھادے جلد بستی قادیان دارالاماں کی

تو آپ نے خاوند کے ساتھ زمانہ درویشی نامساعد اور کٹھن حالات کے باوجود نہایت وفا اور اخلاص کے ساتھ گزارا اور میاں کی وفات کے بعد ۲۹ سال کا طویل عرصہ نہایت صبر اور شکر کے ساتھ بیوگی کی حالت میں قادیان کی مقدس بستی میں مقیم رہیں۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کا خاص خیال رکھتی تھیں انہیں بڑے عمدہ رنگ میں قرآن کریم پڑھایا کرتی تھیں ان کی پانچ بیٹیاں، تین بیٹے یادگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

اخبار ''ہفت روزہ بدر'' کی ملکیت اور دیگر تفصیلات کا بیان

بموجب پریس رجسٹریشن ایکٹ فارم نمبر ۴ قاعدہ نمبر ۸

رجسٹریشن نمبر RN 61/57

۱۔ مقام اشاعت	:	قادیان
۲۔ وقفہ اشاعت	:	ہفت روزہ
۳۔ پرنٹر و پبلشر	:	منیر احمد حافظ آبادی، ایم اے
۴۔ قومیت	:	ہندوستانی
پتہ	:	محلہ احمدیہ قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ صوبہ پنجاب (انڈیا)
۵۔ ایڈیٹر کا نام	:	منیر احمد خادم
قومیت	:	ہندوستانی
پتہ	:	محلہ احمدیہ قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ صوبہ پنجاب (انڈیا)

میں منیر احمد حافظ آبادی، ایم اے اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات جہاں تک میری معلومات ہیں، درست ہیں۔

منیر احمد حافظ آبادی، ایم اے

M/S ALLIA EARTH MOVERS

AEM

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.

Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221

Tel.: 0671 - 2112266, Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

درخواست دُعا احباب کرام چنتہ کنٹہ

(۱) مکرم ومحترم سیٹھ نثار احمد صاحب (۲) مکرم یونس احمد صاحب مع اہل وعیال (۳) عبدالشکور ناصر صاحب (۴) رفیعہ بیگم صاحبہ مع بچگان۔ (۵) محمود احمد بابو صاحب (۶) عظیمہ بیگم صاحبہ (۷) امیر احمد ورکوری صاحب (۸) انور احمد صاحب (۹) رفیق احمد صاحب (۱۰) ڈاکٹر مبین بیگم صاحبہ (۱۱) معین الدین صاحب (۱۲) طارق بشیر صاحب (۱۳) صبیحہ تبسم صاحبہ (۱۴) ادریس احمد صاحب (۱۵) بشیر احمد طاہر صاحب (۱۶) عمران احمد شمیم صاحب (۱۷) محمد وسیم احمد صاحب (۱۸) ناصرہ بیگم صاحبہ (۱۹) انصار احمد صاحب (۲۰) احمدی بیگم صاحبہ (۲۱) ناصرہ بیگم صاحبہ (۲۲) جازبہ بنت فرید احمد غوری صاحب (۲۳) مسرور احمد صاحب (۲۴) عفت بیگم صاحبہ۔

جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ آندھراپردیش کے مندرجہ بالا افراد ہفت روزہ بدر میں اعانت ادا کرتے ہوئے اپنے اور اپنے اہل وعیال کی صحت وسلامتی درازی عمر اور دینی ودنیاوی ترقیات کیلئے قارئین بدر سے خصوصی دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (مینیجر)

جماعتی تقاریب اور جلسے

احباب جماعت درج ذیل تاریخوں کے مطابق جماعتی تقاریب اور جلسوں کو پورے وقار اور شان و شوکت کے ساتھ منعقد کریں۔ اگر کسی تقریب/ جلسے کو اُسکی معین تاریخ میں منعقد کیا جانا ممکن نہ ہو تو اپنے حالات کے مطابق منعقد کر کے نظارت اصلاح وارشاد میں رپورٹ بھجوائیں۔ (ناظر اصلاح وارشاد)

تفصیل تقاریب وجلسے:- ☆- سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم 5/فروری 2012ء

☆- یوم مصلح موعودؓ 20/فروری

☆- یوم مسیح موعود علیہ السلام 23/مارچ ☆- یوم خلافت 27/مئی

☆- ہفتہ قرآن مجید یکم تا 7/جولائی

☆- ہر سہ ماہی میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جلسہ منعقد کریں۔

☆- ہر ماہ کم از کم ایک تربیتی جلسہ منعقد کر کے، نماز باجماعت، تلاوت قرآن مجید، MTA سے استفادہ اور اطاعت نظام جیسے اہم ترین موضوعات پر تقاریر کروائیں۔

ضروری اعلان

احباب جماعت احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کیلئے تحریر ہے کہ رسالہ انصاراللہ کے چندہ جات کے حصول کیلئے دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ''امانت رسالہ انصاراللہ'' نام سے ایک مد الگ سے قائم ہے۔ جس میں رسالہ سے متعلق ہر قسم کی رقوم جمع کی جاتی ہیں۔ بعض احباب جماعت، سیکرٹریان مال، انسپکٹران لاعلمی کی وجہ سے رسالہ سے متعلق رقوم صرف ''انصاراللہ'' کی مد میں جمع کروا دیتے ہیں۔ جو انصاراللہ بھارت کی الگ مد ہے۔ اس طریق کی وجہ سے دفتر کو کافی مشکلات ہوتی ہیں۔ لہٰذا تمام احباب جماعت، انسپکٹران اور سیکرٹریان مال سے گذارش ہے کہ آئندہ رسالہ انصاراللہ سے متعلق رقوم امانت رسالہ انصاراللہ نام کی مد میں جمع کروائیں۔ مناسب ہوگا کہ رقوم بھجواتے ہوئے دفتر انصاراللہ کو بذریعہ تحریر یا فون مطلع کر دیا جائے۔ اُمید ہے کہ احباب اس امر کا دھیان رکھیں گے۔ رقم بھجواتے ہوئے یہ بھی تحریر فرمائیں کہ یہ رقم کس کس خریدار کا چندہ ہے تا کہ ان کے کھاتہ جات میں اندراج کیا جا سکے۔ (مینیجر رسالہ انصاراللہ بھارت)

احمدیہ مسلم جماعت بھارت کا ٹول فری نمبر

1800 - 180 - 2131

امام ابن القیمؒ کا یہودی عالم سے مناظرہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت میں ایک قوی دلیل

(انصر رضا۔ کینیڈا)

امام ابن القیمؒ اپنی کتاب ''هداية الحيارىٰ فى الرّد على اليهود والنصارىٰ'' کی چھٹی فصل (مناظرة المؤلف لأحد كبار اليهود) میں صفحہ 124 پر ایک یہودی عالم سے اپنے مناظرہ کی روداد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ایک بڑے یہودی عالم سے مصر میں میرا مناظرہ ہوا۔ اثنائے کلام میں مَیں نے اسے کہا کہ جب تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہو تو تم اللہ تعالیٰ کو بہت بڑی گالی دیتے ہو۔ اسے اس پر تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ اپنی اس بات کی کوئی مثال بیان کرو۔

مَیں نے اسے کہا کہ جب تم یہ کہتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ظالم بادشاہ تھے جنہوں نے لوگوں پر تلوار سے ظلم کئے اور وہ اللہ کی طرف سے رسول نہیں تھے حالانکہ وہ یہ دعویٰ کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام مخلوق کی طرف بھیجے گئے ہیں، کرنے کے **بعد 23 برس زندہ رہے**۔ ان کا کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فلاں بات کا حکم دیا اور فلاں بات سے منع کیا اور ان پر وحی کی اور تمہارے نزدیک ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ پس یہ دعویٰ دو باتوں میں سے ایک سے خالی نہیں۔ یا تو تم لوگ یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے اس دعویٰ کی اطلاع تھی اور وہ اس کا گواہ تھا اور علم رکھتا تھا یا پھر یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ سے یہ بات چھپی رہ گئی اور اسے کچھ علم نہ ہوا۔ پس اگر یہ کہو کہ اسے علم نہ تھا تو تم نے اس سے قبیح ترین جہالت منسوب کی کیونکہ وہ تو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ اسے اس بات کی اطلاع تھی اور وہ اس کا علم رکھتا تھا اور ان کے دعویٰ کا گواہ تھا تب بھی دو باتوں میں سے ایک لازم آئے گی۔ یا یہ کہ وہ اس بات پر قادر تھا کہ انہیں اپنے ہاتھ سے پکڑ لیتا اور انہیں پھیلنے سے روک دیتا۔ یا وہ قادر نہیں تھا۔ اگر وہ قادر نہیں تھا تو تم نے اللہ تعالیٰ کی طرف قبیح ترین عجز و بیچارگی منسوب کی جو ربوبیت کے منافی ہے۔ اور اگر وہ قادر تھا تو اس نے اس قدرت کے باوجود انہیں غلبہ دیا، ان کی مدد کی، تائید کی اور انہیں اور ان کے کلمہ کو بلندی عطا کی اور ان کی دعاؤں کو قبولیت بخشی اور ان کے دشمنوں کے مقابل پر انہیں تمکنت بخشی اور ان کے ہاتھ سے ہزاروں معجزات وکرامات ظاہر فرمائیں۔ اور کوئی ایسا نہیں جس نے ان کے ساتھ برائی کا قصد کیا ہو اور اللہ نے انہیں فتح نہ بخشی ہو اور ان کی کوئی دعا ایسی نہیں جو قبول نہ ہوئی ہو۔ پس یہ بہت بڑا ظلم اور حماقت ہے کہ عاقل فاضل لوگوں میں سے کوئی ایک بھی رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض کی طرف ایسی بات کی نسبت کرے۔

پس یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی تائید اور کلام اور ان کی دعوت وتبلیغ کے لوگوں میں پھیلنے کے ذریعہ ان کی صداقت کی گواہی دیتا ہو اور تمہارے نزدیک ان کا دعویٰ جھوٹ اور کذب ہو۔

جب اس نے یہ سنا تو کہنے لگا کہ اللہ کی پناہ کہ اللہ تعالیٰ کسی مفتری کذاب کے ساتھ ایسا سلوک کرے جیسا کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہے بلکہ وہ تو سچے نبی ہیں۔ جو ان کی اتباع کرے گا فلاح پا جائے گا۔ مَیں نے کہا کہ پھر تم ان کے دین میں داخل کیوں نہیں ہوتے؟ اس نے کہا کہ وہ اُمّیوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے جن کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی جبکہ ہمارے پاس کتاب موجود ہے جس کی ہم اتباع کرتے ہیں''۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صداقت کی بعینہٖ یہی دلیل پیش فرمائی اور جگہ جگہ لکھا کہ میری صداقت کی یہی دلیل ہے کہ میرے دعویٰ کو تئیس سال، جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عرصۂ نبوت ہے، سے زیادہ عرصہ گزر گیا اور اس دوران اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں میری تائیدات فرمائیں۔ میری دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا۔ میرے دشمنوں کو ناکام ونامراد کیا۔ ایک جہان کا میری طرف رجوع ہوا اور یہی دلیل سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام سچے انبیاء و مامورین کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ ایک شخص مسلسل اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا چلا جائے اور اللہ تعالیٰ اسے تباہ و برباد کرنے کی بجائے اس کی مدد کرتا چلا جائے اور اسے کامیابی پر کامیابی دیتا چلا جائے؟ اگر ایسا ہو تو کسی نبی کی صداقت بھی ثابت نہیں کی جا سکتی۔

پاک وبرتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر
ورنہ اٹھ جائے اماں اور سچے ہوویں شرمسار

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 30 دسمبر 2011)

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

ارشاد نبویؐ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے
فون نمبر: 0924618281,04027172202
09849128919, 08019590070
منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدر آباد۔ آندھراپردیش

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25/اکتوبر 2011ء بروز منگل مسجد فضل لندن کے احاطہ میں قبل از نماز ظہر **مکرمہ بشریٰ اسلم مرزا صاحبہ (اہلیہ مکرم مرزا اسلم بیگ صاحب مرحوم۔ہنسلو) کی نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

مرحومہ 21/اکتوبر 2011 کو 72 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے ہنسلو میں لجنہ اماء اللہ کی جنرل سیکرٹری، سیکرٹری مال، سیکرٹری وقف جدید اور سیکرٹری تحریک جدید کی حیثیت سے 35 سال خدمت کی توفیق پائی۔لجنہ سیکشن مرکزیہ کی ممبر بھی رہیں۔نیک، دعا گو اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں۔خلافت کے ساتھ والہانہ لگاؤ تھا اور ہر تحریک پر ہمیشہ لبیک کہتی تھیں۔پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم مرزا عبدالرشید صاحب (نائب صدر مجلس انصاراللہ یوکے و صدر مجلسِ صحت) کی ہمشیرہ تھیں۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم عبدالقدیر فیاض صاحب (مربی سلسلہ۔گلشن حدید کراچی)

مرحوم 8/ستمبر 2011ء کو حرکت قلب بند ہونے سے وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ 1956ء میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔1962ء میں زندگی وقف کی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔1974ء کو میدان عمل میں گئے۔آپ نے بطور مربی سلسلہ تنزانیہ اور کچھ عرصہ نائب ناظم ارشاد وقف جدید کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔وفات سے قبل گلشن حدید کراچی میں بطور مربی سلسلہ خدمت سرانجام دے رہے تھے۔آپ سندھی، اردو، پنجابی اور سواحیلی زبانیں جانتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم فتح محمد صاحب بھٹی (کارکن سوئی گیس دفتر جلسہ سالانہ۔ربوہ)

27/ستمبر 2011ء کو ہارٹ اٹیک سے 61 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کا تعلق وتہ خیل ضلع میانوالی سے تھا۔گاؤں میں بعض نامساعد حالات کی بناء پر آپ اپنی والدہ اور چھوٹے بھائی کے ساتھ ربوہ منتقل ہوگئے اور ربوہ آ کر جماعت کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر احمدیت قبول کی۔احمدیت قبول کرنے کے بعد ان کے خاندان اور علاقہ کے لوگوں نے ان کی شدید مخالفت کی۔مقدمات بھی قائم کئے گئے اور تشدد کا نشانہ بنانے کے علاوہ ان کی جان لینے کی بھی کوشش کی گئی۔لیکن انہوں نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آخر دم تک جماعت اور خلافت کا دامن تھامے رکھا۔آپ کو دفتر جلسہ سالانہ ربوہ میں تقریباً 39 سال بطور مکینک خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔صوم وصلوٰۃ کے پابند، شریف النفس، ہمدرد، مہمان نواز اور جماعت کے کاموں میں پورے خلوص اور جذبہ سے حصہ لینے والے نیک فطرت اور ہردلعزیز انسان تھے۔آپ کے پسماندگان میں اہلیہ یادگار ہیں۔

(3) مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب اسلم (واقف زندگی۔دارالعلوم غربی ربوہ)

13/اکتوبر 2011ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے قادیان سے مولوی فاضل کیا اور قیام پاکستان کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دور میں وہاں سے آنے والے قافلے کے ساتھ ربوہ آئے۔آپ وقف جدید اور تحریک جدید کے دفاتر میں خدمات دینیہ بجالاتے رہے۔لمبا عرصہ دارالیمن ربوہ میں اپنے محلّہ کے صدر رہے۔اس کے علاوہ مولوی محمد صدیق صاحب مرحوم کے ساتھ نائب صدر عمومی کے طور پر بھی کچھ عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔انتہائی نیک، وفا شعار اور خلافت کے ساتھ گہری محبت رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹیاں اور 4 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم طاہر احمد شاھد صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آج کل جماعت احمدیہ لاہور میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(4) مکرم لطف الرحمان فاروق صاحب (ابن مکرم میاں خوشی محمد صاحب مرحوم۔ڈرائیور لجنہ اماء اللہ پاکستان)

8/اکتوبر 2011ء کو پھیپھڑوں کے کینسر سے 60 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے تقریباً 25 سال سے زائد عرصہ لجنہ اماء اللہ میں بطور ڈرائیور ملازمت کی اور اس سال ستمبر میں ریٹائر ہوئے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بچے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم عزیز الرحمٰن خالد صاحب نائب وکیل الاشاعت تحریک جدید کے چھوٹے بھائی تھے۔

(5) مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمد حنیف باجوہ صاحب۔فیکٹری ایریا سلام۔ربوہ)

23/اپریل 2011ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے اپنے محلّہ فیکٹری ایریا میں صدر لجنہ کے علاوہ سیکرٹری خدمت خلق کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔صوم وصلوٰۃ کی پابند اور سب کے دکھ سکھ بانٹنے والی مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔اپنے محلّہ کے بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم پڑھانے کی بھی توفیق پائی۔مرحومہ موصیہ تھیں۔

(6) مکرم محمد صدیق صاحب (بستی صادق، صادق آباد، قطب پور تحصیل دنیا پور۔ضلع لودھراں)

17/مئی 2011ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے سندھ میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور قطب پور میں صدر جماعت، سیکرٹری مال اور نگران حلقہ انصار اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔مرحوم نماز باجماعت کے پابند، چندوں میں باقاعدہ اور جماعتی نظام کی پوری اطاعت کرنے والے انتہائی مخلص انسان تھے۔

(7) مکرم چوہدری محمد ضیاء الحق صاحب (آف امریکہ۔حال لاہور)

12/مئی 2011ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ جماعت احمدیہ لاہور کے پرانے کارکن تھے۔دارالذکر لاہور کی تعمیر اور امور عامہ کے شعبہ میں بڑی محنت اور اخلاص کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔

(8) مکرمہ مریم بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد عبداللہ بٹ صاحب۔چونڈہ ضلع سیالکوٹ)

23/جون 2011ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحومہ انتہائی بہادر اور احمدیت کے لئے غیرت رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔اپنے بچوں کو بھی ہمیشہ بہادری کا مظاہرہ کرنے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔1989 میں آپ کے چار بچوں کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت ملی تو آپ نے نہایت صبر و ہمت کے ساتھ یہ وقت گزارا اور اس موقع پر آپ کا حوصلہ قابل رشک تھا۔مالی قربانی میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں۔

(9) مکرم عبدالواحد صاحب (آف رحیم یارخان)

20/اگست 2011ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔نہایت مخلص، انتہائی خوش اخلاق اور ملنسار انسان تھے۔جماعت اور خلافت کے ساتھ تعلق مثالی تھا۔آپ کے گھر میں جماعت کا نماز سنٹر قائم تھا۔خود بھی باقاعدہ نمازوں میں شامل ہوتے اور حلقہ کے احباب کو بھی شامل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔آپ پٹوار کے پیشے سے ریٹائر ہوئے تھے اس لئے جماعتی پراپرٹی کے سلسلے میں اکثر اپنی خدمات پیش کرتے تھے۔چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرتے اور جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔غیر از جماعت احباب میں بھی اچھا اثر ورسوخ تھا۔مرحوم موصی تھے۔

(10) مکرمہ صادقہ جلیل صاحبہ (اہلیہ مکرم جلیل احمد خان صاحب۔آف احمد نگر)

6/اگست 2011ء کو 54 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے مقامی اور ضلعی سطح پر نائب صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔آپ گو پڑھی لکھی نہ تھیں لیکن بہت باشعور، حوصلہ مند، نیک، صالحہ، دعا گو، تہجد گزار، ملنسار، شریف النفس اور بےلوث خدمت کرنے والی مخلص خاتون تھیں۔خلافت سے بہت لگاؤ تھا۔اطاعت اور خدمت خلق کا جذبہ رکھتی تھیں اور مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتیں۔

(11) عزیزم معاذ احمد رازی صاحب (ابن مکرم فرخ حمید رازی صاحب۔آف اسلام آباد)

7/ستمبر 2011ء کو راول ڈیم میں نہاتے ہوئے ڈوب کر 19 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے اپنے حلقہ میں ناظم صحت جسمانی اور نائب سیکرٹری تعلیم کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔وفات سے قبل احمدیہ مسجد اسلام آباد میں سیکورٹی کی ڈیوٹی بھی سرانجام دیتے رہے۔2008ء میں مرکز میں منعقد ہونے والی تربیتی کلاس میں بہترین طالب علم کا اعزاز حاصل کیا۔

(12) مکرم عبدالرشید بٹ صاحب (فیکٹری ایریا حلقہ سلام۔ربوہ)

7/ستمبر 2011ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے کچھ عرصہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں اور پھر تقریباً 26 سال روزنامہ الفضل میں ملازمت کی۔بہت نیک، نمازوں کے پابند، شریف النفس اور سلسلہ کا درد رکھنے والے مخلص انسان تھے۔

(13) مکرم مشہود احمد صاحب (ابن مکرم غلام مصطفیٰ صادق صاحب آف دارالصدر غربی لطیف ربوہ)

6/مئی 2011ء کو 61 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم کا جماعت کے ساتھ اخلاص و وفا کا گہرا تعلق تھا۔اپنے حلقہ میں سیکرٹری تحریک جدید و وقف جدید کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔وفات سے قبل بطور نائب زعیم تربیت (انصاراللہ) خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔

(14) مکرم کریم بخش صاحب (المعروف بےوس کملا۔ آف ڈیرہ غازی خان)

23/جولائی 2011ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ جماعت کے حوالہ سے پنجابی اشعار کہتے تھے۔1994ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کو لندن جلسہ پر بھی بلوایا تھا۔1992ء میں جب حالات خراب ہوئے تو ان پر بھی مقدمہ بنا جو تقریباً چار سال تک چلتا رہا۔

(15) مکرم محمد افضل ملک صاحب (آف سٹن)

26/ستمبر 2011ء کو بعارضہ کینسر وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کے والد حضرت نادر خان ملک صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔آپ کا تعلق جنرل اختر ملک صاحب اور جنرل عبدالعلی ملک صاحب کے خاندان سے ہے۔آپ 1962ء میں یوکے آئے۔نہایت نیک، ملنسار اور ہمدرد انسان تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔آپ کی دونوں بیٹیاں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن کے شعبہ انگلش

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

ڈاک میں خدمت کی توفیق پارہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔آمین

....

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 31/اکتوبر 2011ء بروز سوموار مسجد فضل لندن کے احاطہ میں قبل از نماز ظہر **مکرمہ ثریا بیگم صاحبہ** (اہلیہ مکرم عبدالکریم صاحب مرحوم۔آف لاہور) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

81 سال کی عمر میں لندن میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ حضرت حافظ عبدالجلیل خان صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں۔مرحومہ پابند صوم وصلوٰۃ، چندوں میں باقاعدہ، نہایت نیک، دعا گو اور مخلص خاتون تھیں۔آپ جماعتی اجلاسات اور دیگر پروگراموں میں بڑے اہتمام سے شامل ہوتیں۔دعوت الی اللہ کا خاص شوق تھا۔لجنہ اماء اللہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بے شمار اشعار زبانی یاد تھے۔خلافت سے پختہ تعلق تھا۔مرحومہ نہایت خوش اخلاق، ملنسار اور بہت نفیس طبیعت کی مالک تھیں۔پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔آپ مکرم منور احمد خان صاحب عملہ حفاظت خاص کی والدہ اور مکرم منصور نورالدین صاحب مربی سلسلہ (ریسرچ سیل ربوہ) کی ماد رنسبتی تھیں۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) **مکرم مولانا محمد اشرف اسحاق صاحب** (مربی سلسلہ۔ وکالت اشاعت ربوہ)

4/ستمبر 2011ء کو بقضائے الٰہی 65 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے 1970ء میں جامعہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔آپ کو لمبا عرصہ بیرونی ممالک میں خدمت کی توفیق ملی۔چنانچہ پہلے یوگنڈا اور تنزانیہ میں تقریباً ساڑھے آٹھ سال مقیم رہے۔پھر 1984ء تا 1989ء آپ نے بطور امیر ومشنری انچارج سورینام جنوبی امریکہ میں خدمت کی توفیق پائی۔1992ء میں آپ کی تقرری فجی کے لئے ہوئی جہاں سے دسمبر 1995ء میں واپسی ہوئی۔بعدازاں کچھ عرصہ شعبہ تاریخ احمدیت میں اور پھر وفات تک وکالت اشاعت تحریک جدید میں خدمت بجالاتے رہے۔مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے معتمد بھی رہے۔اور لمبا عرصہ آپ نے کوارٹرز تحریک جدید میں صدر محلّہ کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پائی۔بہت ملنسار، مہمان نواز، خاموش طبع، نرم مزاج اور خلافت کے ساتھ پختہ تعلق رکھنے والے مخلص انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) **مکرمہ امۃ العزیز ادریس صاحبہ** (آف امریکہ۔اہلیہ مکرم مرزا ادریس احمد صاحب مرحوم۔مبلغ سلسلہ انڈونیشیا)

25/اکتوبر 2011ء کو امریکہ میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ حضرت خان صاحب فرزند علی خان صاحب (سابق امام مسجد فضل لندن) کی پوتی تھیں۔لجنہ ربوہ کے مرکزی دفتر میں آفس سیکرٹری کی حیثیت سے لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔وفات سے قبل امریکہ میں مستورات کو انٹرنیٹ پر قرآن کریم باترجمہ پڑھاتی تھیں اور 26 پارے مکمل کر چکی تھیں۔پسماندگان میں چار بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) **مکرمہ نجاح خباز صاحبہ** (آف حمص۔سیریا)

گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے 1997ء میں بیعت کی توفیق پائی۔آپ کے چاروں بچے بھی احمدی ہیں۔ ان کے بچوں کی بیعت پر باقی رشتہ داروں نے بائیکاٹ کیا تو آپ نے بڑی بہادری سے اپنے بچوں کا ساتھ دیا اور خاندان کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں کی۔آپ نظام جماعت کی پابندی کرنے والی اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی بڑی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔

(4) **مکرمہ خدوجہ الطاہر الغول صاحبہ** (والدہ مکرم حمزہ فرجانی صاحب) آف لیبیا

آپ 12/ستمبر کو وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے 2007ء میں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کی۔پھر ان کی تبلیغ کے نتیجہ میں ان کے میاں، بیٹی، بیٹے اور ان کے بھائی کو بھی بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔آپ اپنے تمام رشتہ داروں اور ہمسایوں کو تبلیغ کیا کرتی تھیں۔سکول ٹیچر تھیں۔اپنی ساتھیوں کو ایم ٹی اے کی فریکوینسی بتایا کرتی تھیں تاکہ وہ براہِ راست اس سے فیضیاب ہوسکیں۔بڑی مخلص اور خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔

(5) **مکرم محمد رفیع جنجوعہ صاحب** (ابن مکرم شہاب الدین صاحب مرحوم۔) ربوہ

18/ستمبر 2011ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔تقسیم ہندوستان کے بعد حفاظت مرکز (قادیان) کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریک پر انہیں بہشتی مقبرہ قادیان میں ڈیوٹی کی سعادت نصیب ہوئی۔پھر آپ محمد آباد اسٹیٹ سندھ میں سلسلہ کی بطور مکینک خدمت کی توفیق پائی۔بعدازاں لیہ، قائد آباد اور سرگودھا قیام کے دوران مختلف حیثیتوں میں مجلس انصاراللہ اور جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔عمر کے آخری حصہ میں ربوہ میں اپنے محلّہ کے صدر اور سیکرٹری تحریک جدید کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔آپ بڑے مخلص، باوفا اور خلافت سے گہری محبت رکھنے والے نیک انسان تھے۔اللہ کے فضل سے موصی تھے۔آپ کے پسماندگان میں پہلی اہلیہ مرحومہ سے چار بیٹیاں اور تین بیٹے جبکہ دوسری اہلیہ اور ان سے دو بیٹیاں شامل ہیں۔آپ مکرم محمد جلال شمس صاحب (انچارج ٹرکش ڈیسک لندن) اور مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری لندن) کے ماموں تھے۔

(6) **مکرمہ سکینہ بیگم صاحبہ** (اہلیہ مکرم محمد شریف خان صاحب مرحوم۔) فیکٹری ایریا ربوہ

11/اکتوبر 2011ء کو مختصر سی بیماری کے بعد 87 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ بہت سی خوبیوں اور اعلیٰ اخلاق کی مالک تھیں۔صوم وصلوۃ کی پابند، احمدیت کی فدائی اور خلافت کے ساتھ محبت وعشق کا تعلق رکھنے والی نیک مخلص خاتون تھیں۔قرآن کریم سے والہانہ پیار تھا۔اپنی اولاد کو بھی نماز باجماعت اور قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دلاتی رہتیں۔میاں کی وفات کے بعد بیوگی کا لمبا عرصہ نہایت صبر وشکر کے ساتھ گزارا۔اپنوں اور غیروں سے بہت پیار سے پیش آتیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم محمد جلال شمس صاحب (انچارج ٹرکش ڈیسک لندن) اور مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری لندن) کی پھوپھو تھیں۔

(7) **مکرم عبدالحمید غازی صاحب** (آف لندن)

11/ستمبر 2011ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے خلافت رابعہ کے دور میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے شعبہ انگلش ڈاک میں لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔کچھ عرصہ سعودی عرب میں بھی رہے۔اس دوران آپ کو حضرت مسیح موعو علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے حج کرنے کی سعادت بھی ملی۔صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار اور باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے نیک اور بزرگ انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں سات بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب (صدر مجلس انصاراللہ یوکے) کے سسر تھے۔

(8) **مکرمہ امۃ الحفیظ ثریا غازی صاحبہ** (اہلیہ مکرم عبدالحمید غازی صاحب مرحوم۔آف لندن)

اپنے میاں کی وفات کے تین ہفتے بعد 6/اکتوبر کو وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ محترم مہاشہ محمد عمر صاحب کی بیٹی اور حضرت منشی کرم علی کاتب صاحب رضی اللہ عنہ (صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی نواسی تھیں۔پابند صوم وصلوٰۃ، نہایت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔جماعت اور خلافت سے والہانہ محبت تھی۔بہت سے احمدی اور غیر احمدی بچوں کو قرآن شریف پڑھایا۔مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔لجنہ کے کاموں میں بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔آپ مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب (صدر انصاراللہ یوکے) کی ماد رنسبتی تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔

(9) **مکرم اصغر علی صاحب** (آف اٹلی)

16/ستمبر 2011ء کو ایک ٹریفک حادثے میں پاکستان میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔اٹلی میں آپ نے نیشنل جنرل سیکرٹری، سیکرٹری وقف نو، سیکرٹری مال اور صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔آپ اٹلی میں آنے والے احمدیوں کی مدد کرتے اور عزیز رشتہ داروں سے بھی بہت ہمدردی کے ساتھ پیش آتے تھے۔مرحوم مہمان نواز، ملنسار اور مخلص انسان تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(10) **مکرمہ حسین بی بی صاحبہ** (اہلیہ مکرم راجہ محمد حسین صاحب۔پینشنر محافظ خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

19/اگست 2011ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔صوم وصلوۃ کی پابند، چندہ جات میں باقاعدہ اور ہر تحریک میں حسب استطاعت حصہ لینے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں اور 1950ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئیں۔

(11) **مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ** (اہلیہ مکرم مبارک احمد صاحب۔دارالیمن غربی ربوہ)

2/اکتوبر 2011ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، غریب پرور اور ہمدرد خاتون تھیں۔قرآن کریم کی تلاوت بڑی باقاعدگی سے کیا کرتی تھیں اور چندوں کی ادائیگی کی آپ کو بہت فکر رہتی تھی۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔آمین

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

Tanveer Akhtar 08010090714
Rahmat Eilahi 09990492230
ADEEBA APPAREL'S
Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan Farash Khana Delhi- 110005

اذکروا موتاکم بالخیر:

مکرم محمد سلیم اللہ صاحب مرحوم کا ذکر خیر

مکرم محمد کلیم خان مبلغ سلسلہ دہلی

افسوس! محترم محمد سلیم اللہ صاحب سابق سیکرٹری امور عامہ و خارجہ جماعت احمدیہ بنگلور مورخہ 8.1.12 بروز اتوار رات ساڑھے دس بجے اس عالمِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مکرم محمد شفیع اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگلور ساؤتھ کرناٹک کے چوتھے بیٹے تھے کئی جماعتی عہدوں پر اللہ تعالیٰ نے خدمت کا موقعہ عطا فرمایا:

بوقت وفات آپ کی عمر 52 سال تھی۔ جماعتی کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے مرکزی نمائندگان کی بہت عزت کرتے۔ خاکسار کو تقریباً بارہ سال سے زائد بنگلور جماعت میں بطور مبلغ سلسلہ خدمت بجالانے کا اللہ تعالیٰ نے موقع عطا فرمایا۔ مرحوم نے خاکسار کا ہر طرح سے خیال رکھا اکثر اپنی اہلیہ اور بچوں کے ساتھ آجاتے اور اپنی کار میں ہم سب کو بھی سیر کرواتے۔

1993 میں محترم امیر صاحب نے بنگلور کے مضافات میں بغرض تبلیغ وفود بھجوانے کا فیصلہ کیا۔ اُس وقت مرحوم محمد سلیم اللہ صاحب کے پاس ایمبسڈر کار ہوا کرتی تھی اپنی کار میں اکثر وفد کو لے جاتے اور دلیری کے ساتھ احمدیت کا پیغام پہنچاتے۔ آپ کی دکان ایسی جگہ پر واقع ہے جہاں احمدیت کے مخالفین کا گڑھ ہے پھر بھی دل کھول کر تبلیغ کرتے اور لٹریچر بھی تقسیم کرتے تھے۔

1994ء کی بات ہے بنگلور میں ہفتہ تبلیغ کے دوران مخالفین کے علاقہ میں بغرض تبلیغ ہم چار افراد گئے مکرم محمد برکت اللہ صاحب احمدی۔ مکرم اکبر رضا صاحب۔ مکرم طاہر احمد حلیم صاحب اور خاکسار جب ہم لوگ لٹریچر تقسیم کرنے لگے تو مخالفین نے ہماری دو گاڑیاں نذرِ آتش کردیں اور ہمارے وفد کی خوب پٹائی بھی کی جب مرحوم کو پتہ چلا تو فوراً اُس موقعہ واردات پر تشریف لاکر بروقت پولیس کاروائی کی۔ آپ کا کاروبار اکثر پولیس محکمہ سے ہوتا تھا پولیس کے اعلیٰ افسران کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے۔ جب بھی جماعتی وفد پولیس سے ملاقات کیلئے جاتا آپ بھی تشریف لاتے اور پولیس کے اعلیٰ افسران سے جماعتی گفتگو کرتے اور بڑے اچھے رنگ میں احمدیت کا پیغام پہنچاتے۔

1994 میں جب احمدیت کے خلاف شہر بنگلور میں ہر طرف تحفظ ختم نبوت کے جلسے کئے جارہے تھے اُس وقت مخالفین نے ہمارے بعض احمدی دوستوں کے کاروبار پر پابندی لگائی تھی۔ مخالفین نے اپنے محلّہ ''شواجی نگر'' میں گفتگو کیلئے بلایا بعض دوستوں نے یہ مشورہ دیا کہ ہم ان لوگوں کو گفتگو کیلئے اپنی مسجد میں بلائیں مگر مرحوم نے کہا کہ جب اُن لوگوں نے ہم کو بلایا ہے تو ہم کو وہاں جانا چاہئے۔ محترم امیر صاحب کی ہدایت کے مطابق مکرم مولوی سلطان احمد ظفر صاحب سابق مبلغ انچارج حیدرآباد کو بلوایا گیا۔ مکرم محمد عظمت اللہ قریشی صاحب، مکرم محمد عبید اللہ قریشی صاحب اور خاکسار کو مرحوم وہاں لے کر گئے۔ اس بات کا اتنا اچھا اثر ہوا کہ غیر احمدی علما اپنی مقرر کردہ جگہ پر نہ آئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے مخالفین پر ایک رعب قائم فرمادیا۔

1995ء میں ہی ایک غیر احمدی دوست اقبال احمد صاحب نے کہا کہ میں اپنے علماء کو اور آپ لوگوں کو اپنے گھر بلانا چاہتا ہوں تاکہ احمدیت کی حقیقت سامنے آجائے۔ تاریخ مقرر کی گئی۔ مرکز سے محترم مولانا محمد کریم الدین شاہد صاحب۔ محترم مولانا محمد عمر صاحب سابق مبلغ انچارج کیرلہ۔ محترم مولانا سلطان احمد ظفر صاحب کو حیدرآباد سے بلوایا گیا۔ ہم لوگ وقت مقررہ پر وہاں پہنچ گئے۔ رات دو بجے تک جماعتی گفتگو ہوتی رہی۔ اس تمام کاروائی میں مرحوم پیش پیش رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گفتگو کا بہت اچھا اثر مخالفین پر پڑا۔

2006ء کی بات ہے جب ایک لیڈی ڈاکٹر احمدی ہوئیں تو اُن کے غیر احمدی رشتہ داروں نے ہنگامہ برپا کردیا۔ ڈاکٹر صاحبہ کے گھر والوں نے کہا کہ تین احمدی احباب ہمارے گھر آئیں اور تین غیر احمدی علماء کو بھی ہم بلائیں گے اور جماعت احمدیہ کے متعلق گفتگو ہو۔ ہم لوگ شرائط کے مطابق تین افراد جس میں محترم امیر صاحب بنگلور، محترم محمد عظمت اللہ قریشی صاحب اور خاکسار بروقت وہاں پہنچ گئے۔ غیر احمدی علماء نہ آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد کئی گاڑیوں میں بھر کر آگئے تاکہ ہنگامہ کیا جاسکے۔ جب یہ بات محمد سلیم اللہ صاحب مرحوم کو معلوم ہوئی تو آپ اکیلے ہی مقام گفتگو پر آگئے تاکہ حالات کا جائزہ لیا جاسکے۔ بالآخر بات کیا ہونی تھی وہ لوگ تو فساد کی غرض سے ہی آئے تھے۔

2008ء میں خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کا صوبائی جلسہ بنگلور کے ٹاؤن ہال میں منعقد کیا گیا تھا اُس وقت مرحوم سیکرٹری اصلاح وارشاد کے عہدے پر فائز تھے۔ آپ ہی کی نگرانی میں جلسہ کے تمام انتظامات ہوئے اور بہت ہی احسن رنگ میں جلسہ منعقد کیا گیا۔

2010ء کے بنگلور کے پلیس گراونڈ میں جماعتی بک اسٹال لگایا گیا مخالفین نے پولیس کو غلط باتیں بتا کر ہمارے اسٹال کو تھوڑی دیر کیلئے بند کرادیا۔ آپ نے سیکرٹری امور عامہ کی حیثیت سے بروقت پولیس کاروائی کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسٹال دوبارہ کھل گیا بلکہ دو پولیس والوں کی ڈیوٹی بھی لگادی گئی اور آخری دن تک کھلا رہا۔

چند سال قبل آپ نے قادیان میں بہت کوشش کر کے مکان خریدا اور اُس کی مرمت بھی کروائی تاکہ ہمیشہ قادیان آنا جانا رہے۔ ایک بار خاکسار سے کہنے لگے کہ قادیان میں میرے لئے بڑی زمین تلاش کریں بڑا مکان تعمیر کریں گے تاکہ دوران جلسہ گھر کے افراد آسانی کے ساتھ قیام کرسکیں۔

30 نومبر 2011ء کو خاکسار بنگلور سے دہلی اپنی تقرری کے سلسلہ میں روانہ ہو رہا تھا مرحوم اپنی اہلیہ کے ساتھ ملاقات کی غرض سے تشریف لائے اور کہنے لگے کہ آپ بے فکر ہو کر دہلی جائیں آپ کے اہل خانہ کو بنگلور میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔

باوجود صحت ناساز ہونے کے اپنی اہلیہ محترمہ کو قادیان جلسہ سالانہ 2011ء کے موقع پر صرف اس لئے بھجوایا تاکہ جلسہ کے بابرکت ایام میں دُعا کرسکیں۔ خاکسار نے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں آپ کی شفایابی کیلئے بغرض دُعا خط لکھا ایک ہفتہ کے اندر حضور انور کی طرف سے بہت ہی محبت بھرا خط موصول ہوا۔ مرحوم نے اس خط کو پڑھا اور چوما اور اپنے ہاتھ میں خط پکڑ کر ایک تصویر کھنچوائی۔ یہ تھی اپنے آقا اور ان کے خط سے محبت۔

خاکسار کے ساتھ ہمیشہ بھائیوں جیسا سلوک کرتے مبلغ سلسلہ ہونے کی وجہ سے بہت قدر کرتے اور ہر طرح سے خیال رکھتے۔ بہت ہی خوش اخلاق منکسر المزاج، مرکزی نمائندگان کی قدر اور بہت عزت کرتے۔

محترم امیر صاحب نے اسی رنگ میں اپنے ہر بچے کی تربیت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب خاص میں مقام عطا فرمائے اور ہر آن درجات بلند فرماتا رہے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین۔

مرحوم کے والد محترم محمد شفیع اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگلور ساؤتھ کرناٹک اور والدہ محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ، مرحوم کی اہلیہ محترمہ جبین تاج صاحبہ بیٹی عزیزہ ضویہ سلیم اللہ اور بیٹے عزیز زہد موسیٰ رضا اور عزیز زین موسیٰ رضا اور دیگر عزیز و اقارب کو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور بچوں کا خود کفیل ہو اور اپنی حفاظت خاص میں رکھے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مورخہ 9 جنوری 2012 بعد نماز عصر احمدیہ مسجد میں محترم مولوی طارق احمد صاحب مبلغ بنگلور نے نماز جنازہ پڑھائی اور احمدیہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ احمدی احباب کے علاوہ غیر از جماعت افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

دُنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے

☆☆☆

اعلان نکاح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بتاریخ 28 جنوری 2012ء بعد نماز عصر مسجد فضل لندن میں عزیز طارق ظہیر سلمہ ابن محترم خورشید احمد صاحب انور وکیل المال تحریک جدید قادیان کے نکاح کا ہمراہ عزیزہ ہبۃ الوحید (واقف نو) بنت محترم خواجہ محمد اسلم صاحب آف فرینکفرٹ (جرمنی) دس ہزار سٹرلنگ پاؤنڈ حق مہر پر اعلان فرمایا اور اجتماعی دعا کروائی۔ قارئین بدر سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر پانچ صدروپے۔

(ادارہ)

ضروری اعلان

احباب جماعت جو اپنا کوئی مضمون نظم بدر میں شائع کرنے کیلئے بھجوائیں وہ اپنی جماعت کے صدر/امیر کی سفارش کے ساتھ ہی آئندہ بھجوایا کریں اور جماعت کا رکن ہونے کی صورت میں اپنے دفتر کے افسر کی سفارش کے ساتھ بھجوایا کریں۔

(ایڈیٹر بدر)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 16 Feb 2012 Issue No.7

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 40 Pounds or 60 U.S. $
: 45 Euro
: 65 Canadian Dollar

حضرت مسیح موعودؑ نے متقی کی جو تعریف بیان فرمائی ہے اس کے مطابق ہر چھوٹے اور بڑے گناہ سے بچنا ضروری ہے اور نیکیوں اور اعلیٰ اخلاق میں ترقی کرنا بھی ضروری ہے اور خدا تعالیٰ سے سچی وفا کا تعلق بھی ضروری ہے۔ یہ چیزیں ہوں گی تو ایک شخص متقی کہلا سکتا ہے

پس احمدیوں کو اپنی حالتوں میں ایسی پاک تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو انہیں تقویٰ پر چلائے رکھنے والی ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب ہمیں ہر آن حاصل رہے۔ جو ہمیں دنیا و آخرت کے خوفوں اور غموں سے بچانے والا ہو۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 3 فروری 2012 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ النحل کی مندرجہ ذیل آیت تلاوت فرمائی۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ یقیناً اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں۔

پھر حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ” قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کیلئے بڑی تاکید ہے“۔
(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

فرمایا تقویٰ وہ بنیادی چیز ہے جو خدا تعالیٰ کا قرب دلاتی ہے۔ دنیا میں دو طرح کے انسان ہیں ایک وہ جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے اعمال صالحہ بجالانے والے ہیں اور ہر اچھے عمل کو کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل ہو۔ دوسرے وہ لوگ جو گو بعض نیک کام کر لیتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ ان کے سامنے نہیں ہوتا۔ اس دوسری قسم میں وہ لوگ بھی ہیں جو کم از کم اتنا مانتے ہیں کہ ایک خدا ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ لیکن کوئی کام کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا ان کے پیش نظر نہیں ہوتی اور دوسرے وہ جو سرے سے خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتے۔ ان دونوں قسم کے لوگوں کے ساتھ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نہیں ہوتا۔ میں ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہوں جو پہلی قسم کے لوگ ہیں جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔

فرمایا: لیکن خدا تعالیٰ کی ربوبیت تقویٰ پر نہ چلنے والوں کو بھی اتنا ہی نواز رہی ہوتی ہے جتنا تقویٰ پر چلنے والوں کو لیکن یہ صرف دنیاوی چیزوں میں حصہ ہے۔ مثلاً سورج چاند وغیرہ سے فائدہ حاصل کرنا۔ اسی طرح سائنسی تحقیقات میں کی گئی محنت کا نتیجہ۔ ان باتوں میں ایک دہریہ بھی اتنا ہی فائدہ حاصل کرے گا جتنا کہ ایک متقی اور پرہیزگار۔ تقویٰ پر نہ چلنے والوں پر اگر خدا تعالیٰ کی ربوبیت کام نہ کر رہی ہو تو ایک لمحہ کے لئے بھی ان کیلئے زندگی گذارنا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے دو راستے رکھے ہیں نیکی اور بدی کے۔ لیکن بعض اوقات دونوں راستوں پر عمل کرنے والوں کو مشترکہ طور پر نوازا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ اپنا قانون قدرت ہر ایک کیلئے ایک رکھتا ہے۔ فرمایا یہ بھی وضاحت ضروری ہے کہ بعض اوقات ایک ہی قسم کے حالات میں متقی کی کوشش کو زیادہ پھل لگاتا ہے۔ مثلاً دعاؤں کے نتیجہ میں متقی کی فصل کی پیداوار زیادہ ہو جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت قدرت اللہ سنوری صاحبؓ کا واقعہ بیان فرمایا کہ آپ نے سندھ کی زمینوں میں کپاس کی فصل کے چاروں کونوں پر نوافل ادا کئے جس کے نتیجہ میں فصل اندازے سے زیادہ ہوئی۔ فرمایا دنیاوی معاملات میں بھی ایک متقی کو اللہ تعالیٰ کی معیت کا ثبوت مل جاتا ہے۔ تقویٰ پر چلنے والوں کی سوچ بہت بلند ہوتی ہے۔ وہ اس دنیا سے آگے جا کر بھی سوچتے ہیں۔ انہیں غیب، آخرت اور خدا تعالیٰ کے وعدوں پر کامل یقین ہوتا ہے۔ جب وہ دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے ہیں تو قبولیت کے نشان دیکھتے ہیں۔ اس زمانے میں خدا تعالیٰ سے سچا تعلق جوڑنے کا طریق ہمیں حضرت مسیح موعودؑ نے سکھایا ہے بہت سے احمدی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے تعلق کا تجربہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں خوابوں اور کشوف کے ذریعہ بتاتا ہے کہ اس طرح ہوگا اور ویسے ہی ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تقویٰ پر قائم رہو گے تو اس دنیا کے انعامات بھی حاصل کرو گے اور اخروی زندگی کے بھی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے متقی کی جو تعریف بیان فرمائی ہے اس کے مطابق ہر چھوٹے اور بڑے گناہ سے بچنا ضروری ہے اور نیکیوں اور اعلیٰ اخلاق میں ترقی کرنا بھی ضروری ہے اور خدا تعالیٰ سے سچی وفا کا تعلق بھی ضروری ہے۔ یہ چیزیں ہوں گی تو ایک شخص متقی کہلا سکتا ہے اور خدا تعالیٰ سے سچی وفا کیا ہے یہی کہ اس کی عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کی جائے اور خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کیلئے اپنی تمام تر کوششوں کو بروئے کار لایا جائے۔ فرمایا اس کے بعد اگلا درجہ ہے۔ والذین ھم محسنون محسن کا مطلب ہے بغیر کسی کی کوشش کے اس کو نوازنا کسی سے اچھا سلوک کرنا۔ انسان کا اپنے کام میں کمال درجہ کو حاصل کرنا۔ اور ہر ایسا عمل جو موقعہ اور محل کے لحاظ سے بہترین ہو۔ گویا محسن دو طرح کے ہیں ایک وہ جو دوسروں کا درد رکھتے ہوئے بلا تفریق مذہب و ملت ان کی خدمت کیلئے ہر دم تیار رہتے ہیں۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس جذبہ کے تحت انسانیت کی خدمت کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے احمدی اس جذبے کے تحت خدمت کرتے ہیں۔ فرمایا محسن وہ ہے جو احسان کر کے احسان نہ جتائے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدی انجینئرز اور ڈاکٹرز اور دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کا ذکر فرمایا کہ وہ افریقہ میں بلا تفریق مذہب و ملت خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ہینڈ پمپ لگا رہے ہیں بجلی مہیا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں سکول بنا رہے ہیں ہسپتال بنا رہے ہیں۔ یہ سب خدمت کے جذبے کے تحت ہو رہا ہے۔ وہ محسنین میں شمار ہونے کیلئے وہاں جاتے ہیں۔ اسی طرح دنیا کے مختلف ممالک میں جو طوفان اور زلزلے آتے ہیں وہاں بھی ہمارے ڈاکٹرز اور والنٹیرز خدمت کے جذبے کے تحت جاتے ہیں اور اللہ کی رضا کی خاطر خدمت کرتے ہیں۔ پس یہی وہ لوگ ہیں جو متقی بھی ہیں اور محسن بھی ہیں۔

حضور نے احمدیہ انجینئرز کے ذریعہ بورکینا فاسو میں بنائے گئے ماڈل ویلج کا ذکر کیا جس میں انہوں نے وہاں کے رہنے والوں کیلئے بجلی پانی اور ہر طرح کی سہولت کا انتظام کیا۔ حضور نے فرمایا کہ جب یہ وہاں کام کر رہے ہوتے ہیں کام مکمل ہونے کے بعد وہاں کے مقامی لوگوں کی خوشی دیکھنے والی ہوتی ہے۔ یہ سب کام کسی بدلے کے طور پر یا احسان جتانے کیلئے نہیں بلکہ محض خدا کی رضا کیلئے ہو رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس سال پانچ ماڈل ویلج مختلف ممالک میں بنائے جا رہے ہیں انشاء اللہ اور بعض ملکوں کی ذیلی تنظیموں نے خرچ پورا کرنے کی ذمہ داری اُٹھائی ہے۔ تو یہ جذبہ ان کام کرنے والوں کو محسنین میں شمار کرتا ہے۔ فرمایا ایک احمدی جس نے زمانے کے امام کو مانا ہے تقویٰ پر چلتا ہے محسنین کے زمرے میں شامل ہونے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہوں۔

فرمایا محسنین کا یہ مطلب بھی ہے کہ اپنی بھی فکر کرنا اور اپنے علم و عرفان کو کمال تک پہنچانے کی کوشش کرنا۔ اور اس علم سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچانا۔ یہ وہ چیز ہے جس سے محسنین کی معراج حاصل ہوگی قدم آگے بڑھتے ہیں۔ ایک نئے راستے کا تعین ہوتا ہے جو مزید روحانی ترقیات کی طرف لے جاتا ہے اور جب یہ روحانی اور اخلاقی ترقی ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی معیت کے نئے زاویئے بھی نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب کا تعلق بڑھتا ہے اس کی صفات کا ادراک پیدا ہوتا ہے اور تقویٰ میں بھی ترقی ہوتی ہے۔ گویا کہ ایک یہ سرکل ہے جو تقویٰ کے اعلیٰ مدارج تک لے جاتے ہوئے خدا تعالیٰ تک لے جاتا ہے پھر مزید نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا زیادہ عرفان حاصل ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ میں اکثر غیروں کے سامنے یہ بات بھی پیش کرتا ہوں کہ دنیا والوں کا تمام زور اپنے حقوق کے حصول کی طرف ہوتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں نہ حقوق مانگنے والا انصاف اور تقویٰ سے کام لیتا ہے نہ حقوق دینے والا اور نتیجتاً فساد پیدا ہوتا ہے جبکہ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ دوسرے کے حقوق ادا کرو۔ اس سے پہلے کہ دوسرا اپنے حق کا مطالبہ کرے۔ اور ان کی ضروریات کا بڑھ کر خیال رکھو۔

فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر انسان کو اطمینان قلب عطا فرماتا ہے۔ تقویٰ پر چلنے والوں کو نہ کوئی خوف ہوتا ہے نہ کوئی غم۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے والا حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھتا ہے۔ پس احمدیوں کو اپنی حالتوں میں ایسی پاک تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو اسے تقویٰ پر چلائے رکھنے والی ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب ہمیں ہر آن حاصل رہے۔ جو ہمیں دنیا و آخرت کے خوفوں اور غموں سے بچانے والا ہو۔

جب ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کے معیار حاصل کرنے والے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہوگا اس کے احسانات ہم پر اور بڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆

Composing & Designing by:
Krishan Ahmad Qadian